﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءِ﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۱۰ | جمعۃ المبارک ۲۱ /مارچ ۲۰۰۳ء | ۱۸/محرم ۱۴۲۴ ہجری قمری ۲۱/امان ۱۳۸۲ ہجری شمسی | شمارہ ۱۲

آنحضرتؐ کی شفقت ورحمت

جنگ حنین میں ہجوم کی وجہ سے ایک شخص کا پاؤں حضور ﷺ کے پاؤں پر جا پڑا اور سخت درد کی وجہ سے حضورؐ نے اسے ہلکا سا کوڑا مار کر پیچھے ہٹایا اور فرمایا تم نے مجھے بہت تکلیف دی ہے وہ شخص ساری رات بے چین رہا مگر اگلے دن حضور نے اسے بلایا اور فرمایا میں نے تمہیں ہلکا سا کوڑا مارا تھا اس کے بدلہ میں یہ اسّی بکریاں لے جاؤ۔

(مسند دارمی باب فی سخاء النبی ﷺ)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

دعائیں مانگو، استقامت چاہو اور درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

''مَیں پھر کہتا ہوں کہ اس وقت بھی خدائے تعالیٰ نے دنیا کو محروم نہیں چھوڑا اور ایک سلسلہ قائم کیا ہے۔ ہاں اپنے ہاتھ سے اس نے ایک بندہ کو کھڑا کیا ہے اور وہ وہی ہے جو تم میں بیٹھا ہوا بول رہا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے نزول رحمت کا وقت ہے۔ دعائیں مانگو، استقامت چاہو اور درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ مگر نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ ﷺ کے حسن اور احسان کو مدنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔

قبولیت دعا کے تین ہی ذریعے ہیں۔ اوّل ﴿اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ﴾۔ دوم ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا﴾۔ تیسرا موہبت الٰہی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ عام قانون ہے کہ وہ نفوس انبیاء کی طرح دنیا میں بہت سے نفوس قدسیہ ایسے پیدا کرتا ہے جو فطرتاً استقامت رکھتے ہیں۔

یہ بات بھی یاد رکھو کہ فطرتاً انسان تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک فطرتاً ﴿ظَالِمٌ لِنَفْسِهٖ﴾، دوسرے مُقْتَصِد یعنی کچھ نیکی سے بہرہ ور اور کچھ برائی سے آلودہ۔ سوم برے کاموں سے متنفر اور سابق بالخیرات۔ پس یہ آخری سلسلہ ایسا ہوتا ہے کہ اجتباء اور اصطفاء کے مراتب تک پہنچتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کا گروہ اسی پاک سلسلہ میں سے ہوتا ہے۔ اور یہ سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ جاری ہے۔ دنیا ایسے لوگوں سے خالی نہیں۔

بعض لوگ دعا کی درخواست کرتے ہیں کہ میرے لئے دعا کرو۔ مگر افسوس ہے کہ وہ دعا کرانے کے آداب سے واقف نہیں ہوتے۔ عنایت علی نے دعا کی ضرورت سمجھی اور خواجہ علی کو بھیج دیا کہ آپ جا کر دعا کرائیں۔ کچھ فائدہ نہیں ہوسکتا۔ جب تک دعا کرانے والا اپنے اندر ایک صلاحیت اور اتباع کی عادت نہ ڈالے دعا کارگر نہیں ہو سکتی۔

مریض اگر طبیب کی اطاعت ضروری نہیں سمجھتا ممکن نہیں کہ فائدہ اٹھا سکے۔ جیسے مریض کو ضروری ہے کہ استقامت اور استقلال کے ساتھ طبیب کی رائے پر چلے تو فائدہ اٹھائے گا۔ ایسے ہی دعا کرانے والے کے لئے آداب اور طریق ہیں۔ تذکرۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ایک بزرگ سے کسی نے دعا کی خواہش کی۔ بزرگ نے فرمایا کہ دودھ چاول لاؤ۔ وہ شخص حیران ہوا۔ آخر وہ لایا۔ بزرگ نے دعا کی اور اس شخص کا کام ہوگیا۔ آخر اسے بتلایا گیا کہ یہ صرف تعلق قائم کرنے کے لئے تھا۔ ایسا ہی بابا فرید صاحب کے تذکرہ میں لکھا ہے کہ ایک شخص کا قبالہ گم ہوگیا اور وہ دعا کے لئے آپ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے حلوہ کھلاؤ اور وہ قبالہ حلوائی کی دکان سے مل گیا۔

ان باتوں کے بیان کرنے سے میرا یہ مطلب ہے کہ جب تک دعا کرنے والے اور کرانے والے میں ایک تعلق نہ ہو، متاثر نہیں ہوتی۔ غرض جب تک اضطرار کی حالت پیدا نہ ہو اور دعا کرنے والے کا قلق دعا کرانے والے کا قلق نہ ہو جائے کچھ اثر نہیں کرتی۔ بعض اوقات یہی مصیبت آتی ہے کہ لوگ دعا کرانے کے آداب سے واقف نہیں ہوتے اور دعا کا کوئی بیّن فائدہ محسوس نہ کر کے خدائے تعالیٰ پر بدظن ہو جاتے ہیں اور اپنی حالت کو قابل رحم بنا لیتے ہیں۔

بالآخر مَیں کہتا ہوں کہ خود دعا کرو یا دعا کراؤ، پاکیزگی اور طہارت پیدا کرو۔ استقامت چاہو اور توبہ کے ساتھ گر جاؤ کیونکہ یہی استقامت ہے۔ اس وقت دعا میں قبولیت، نماز میں لذت پیدا ہوگی۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔'' (ملفوظات جلد صفحہ ۲۳۔۲۴)

تحفہ خدا کی طرف سے ایک رزق ہے پس جسے تحفہ دیا جائے وہ اس سے بہتر تحفہ دے۔

آنحضرت ﷺ قرض کی واپسی ہمیشہ بڑھا کر کیا کرتے تھے۔

مریم شادی فنڈ میں مخلصین کی حیرت انگیز قربانی کا تذکرہ

(آیات قرآنی، احادیثِ نبویہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت شکور کے تعلق میں مختلف پہلوؤں کا بیان)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۷/مارچ ۲۰۰۳ء)

(لندن ۷/مارچ): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آیت کریمہ ﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ﴾ (سورۃ ابراہیم:۸) کے بعد گزشتہ خطبات کے تسلسل میں شکر کا مضمون جاری رکھتے ہوئے سب سے پہلے کچھ احادیث پیش فرمائیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ایک حدیث قدسی میں ہے کہ: اے ابنِ آدم! جب تو مجھے یاد کرتا ہے تو تو میری شکر گزاری کرتا ہے اور جب تو مجھے بھلا دیتا ہے تو تو میری ناشکری کرتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے مختلف آیات قرآنیہ کے حوالہ سے شکر کے مضمون کو مزید آگے بڑھایا۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں: جب سے حمد و شکر اٹھا، خدا تعالیٰ کا انعام بھی اٹھ گیا۔ وَلَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ (ابراھیم :۸) کو نہیں سمجھے تم اللہ تعالیٰ کی بہت حمد کیا کرو۔ ہماری کتاب بھی الحمدللہ سے شروع ہوتی ہے۔ ہمارے خطبے بھی الحمد سے شروع ہوتے ہیں۔ اسی سے مدد طلب کرو اور اللہ کو ہر حال میں یاد رکھو۔

حضور ایدہ اللہ نے حدیث کے حوالہ سے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ تحفہ خدا کی طرف سے ایک قسم کا رزق ہے۔ پس جسے تحفہ دیا جائے وہ اس سے بہتر تحفہ دے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ سب سے بہتر تحفہ تو دعا ہے۔ یعنی جزاکم اللہ احسن الجزاء کہنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا طریق یہی تھا کہ جب کوئی ھدیہ آتا تو آپ ہمیشہ اس کو بڑھا چڑھا کر دیا کرتے تھے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجھ سے یہ سوال کیا گیا کہ اقتصادی حالتیں ایسی ہو چکی ہیں کہ جب ایک قرض واپس کیا جائے اس وقت تک روپے کی قیمت بہت کم ہو چکی ہوتی ہے اور قرض دینے والے کو نقصان ہو جاتا ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کا علاج اس زمانے میں فرما دیا تھا۔ آپ قرض کے جواب میں ہمیشہ بڑھا کر دیا کرتے تھے۔ تو روپے کی قیمت اگر گرتی ہے تو بڑھے ہوئے مال سے وہ پوری ہو جاتی ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بھی اپنے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے تحائف قبول فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اپنے خادموں کو تحفے دیتے اور ان کے معمولی سے معمولی تحفوں کو خاص قدر کی نگاہ سے دیکھتے اور شکر گزاری سے قبول فرماتے۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس جب کوئی شخص تحفہ لاتا تو آپ بہت شکر گزار ہوتے تھے۔ اور گھر میں بھی اس کے اخلاص کے متعلق ذکر فرمایا کرتے کہ فلاں شخص نے یہ چیز بھیجی ہے۔

حضور ایدہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ قرض واپس دیتے ہوئے کچھ زیادہ رقم دیا کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو قرض دیا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ قرض مجھے دیا تو اس سے زیادہ رقم ادا کی جتنی میں نے دی تھی۔ ایک دفعہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپؐ سے قرض ادا کرنے کا تقاضا کیا اور گستاخی سے پیش آیا۔ آپؐ کے صحابہؓ کو اُس پر بڑا غصہ آیا اور اُسے بُرا بھلا کہنے لگے۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا: جانے دو، اسے کچھ نہ کہو کیونکہ جس نے کچھ لینا ہوا اُسے کچھ نہ کچھ کہنے کا بھی حق ہوتا ہے۔ پھر آپؐ نے فرمایا: اسے اسی عمر کا جانور دے دو جس عمر کا جانور اس نے وصول کرنا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اس عمر کا تو نہیں، اس سے بڑا ہمارے پاس ہے۔ آپ نے فرمایا وہ بڑا ہی دے دو۔ قرض زیادہ ادا کیا کرو اور عمدہ اور اچھی صورت میں ادا کیا کرو۔

حضرت امّاں جان رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان فرماتی ہیں:۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب کسی سے قرضہ لیتے تو واپس کرتے ہوئے ہمیشہ کچھ زیادہ دیا کرتے۔ بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کا اپنے بعض خدام کے ساتھ اس قسم کا بھی احسان کا سلوک ہوتا تھا کہ ان کو قرض دے کر واپس وصول نہیں کیا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں: ''محسن کے احسانات کی شکر گزاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں۔ مگر ہمارا خدا بہتر جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ یہ قوّت ہی ہم میں نہیں ہے۔ ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری سرشت میں ہے اور محسن کشی اور غدّاری کا ناپاک مادہ اس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا''۔

آخر پر حضور نے ''مریم شادی فنڈ'' کی تحریک کے متعلق یہ اعلان کہ جماعتوں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حیرت انگیز قربانی کی ہے اور غیر معمولی طور پر فراخدلی سے اس مد میں چندے دیئے ہیں۔

صدر انجمن کی طرف سے تو مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ پاکستان میں جتنی بھی شادیاں ہوں گی ان کا سارا خرچ صدر انجمن ہی برداشت کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا اب اتنا وقت تو نہیں ہے کہ سب نام پڑھ کے سناؤں تاہم حضور نے مختصراً بعض جماعتوں اور بعض انفرادی ادائیگی کرنے والوں کے اس مدّ میں چندوں کا بھی ذکر کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان سب کو بہترین جزا عطا فرمائے۔ حضور نے فرمایا کہ میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فضل سے اب بچیوں کی شادی میں کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ الحمد للہ۔ اللہ کا احسان ہے اس نے ہمیں توفیق عطا فرمائی کہ ہم نے یہ خدمت کردی۔ جزاھم اللہ احسن الجزاء۔

****

منظوم کلام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔

آمد امام کامگار
(منکرین سے خطاب)

ہیں آسمان کے تارے گواہ ، سورج چاند
پڑے ہیں ماند ، ذرا کچھ بچار کر دیکھو
ضرور مہدیٔ دوراں کا ہو چکا ہے ظہور
ذرا سا نُورِ فراست نکھار کر دیکھو
خزانے تم پہ لٹائے گا لا جَرَم لیکن
بس ایک نذرِ عقیدت گذار کر دیکھو
اگر ہے ضد کہ نہ مانو گے ، پر نہ مانو گے
تو ہو سکے جو کرو ، بار بار کر دیکھو
بدل سکو تو بدل دو ، نظامِ شمس و قمر
خلافِ گردشِ لیل و نَہار کر دیکھو
پلَٹ سکو تو پلَٹ دو ، خِرامِ شام و سحر
حسابِ چرخ کو بے اعتبار کر دیکھو
جو ہو سکے تو سِتاروں کے راستے کاٹو
کوئی تو چارہ کرو ، کچھ تو کار کر دیکھو
سوار لاؤ ، پیادے بڑھاؤ ، چڑھ دَوڑو
جو بَن سکے وہ پئے کار زَار کر دیکھو
خدا کی بات ٹلے گی نہیں ، تم ہو کیا چیز
اٹل چٹان ہے ، سر مار مار کر دیکھو
اُتر رہی ہیں فلک سے گواہیاں ۔ روکو
وہ غُل غپاڑہ کرو ، حال زَار کر دیکھو
گواہ دو ہیں ، دو ہاتھوں سے چھاتیاں پِیٹو
خُسُوفِ شمس و قَمر ، ہار ہار کر دیکھو
جلن بہت ہے تو ہوتی پھرے نہ نکلے گی
بھڑاس سینے کی ، بک بک ہزار کر دیکھو
قفس کے شیروں سے کرتے ہو روز دو دو ہاتھ
دو آنکھیں بَن کے بَبر سے بھی چار کر دیکھو
مِری سُنو تو پہاڑوں سے سَر نہ ٹکراؤ
جو میری مانو تو عجز اختیار کر دیکھو

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''اے سونے والو بیدار ہو جاؤ۔ اے غافلو! اٹھ بیٹھو کہ ایک انقلاب عظیم کا وقت آ گیا۔ یہ رونے کا وقت ہے، نہ سونے کا۔ اور تضرع کا وقت ہے، نہ ٹھٹھے کا اور ہنسی اور تکفیر بازی کا۔ دعا کرو کہ خداوند کریم تمہیں آنکھیں بخشے تا تم موجودہ ظلمت کو بھی بتمام وکمال دیکھ لو اور نیز اُس نور کو بھی جو رحمت الٰہیہ نے اس ظلمت کو مٹانے کے لئے تیار کیا ہے۔ پچھلی راتوں کو اٹھو اور خدا تعالیٰ سے رو رو کر ہدایت چاہو اور ناحق حقانی سلسلہ کے مٹانے کے لئے بددعائیں مت کرو اور نہ منصوبے سوچو''۔

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۲۔۵۵)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبادتِ الٰہی

(حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ کی تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۳۱ء سے ماخوذ)

[حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت مسیح موعود بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کے ساتھ نہایت گہرا تعلق محبت ورفاقت رہا ھے ۔ آپ نے حضرت اقدسؑ کی عبادت الٰہی کا جو مشاہدہ کیا اسے آپ کی ھی ایک تقریر سے ھدیہ قارئین کیا جارہا ھے :۔]

تعریف عبادت

لفظ عبادت ان احساسات ، حرکات ، اقوال، افعال اور اعمال کا نام ہے جو انسان کے اس تعلق کو ظاہر کرتا ہے جو اسے اپنے خالق و مالک حقیقی کے ساتھ بلحاظ اس کا عبد ہونے کے ہے۔ جس قدر محبت ایک انسان کو اپنے رب کے ساتھ ہوتی ہے اس کا اظہار اس کے چہرہ اس کے اعضاء اس کی گفتگو اس کے کام اور اس کے جذبات سے ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی زندگی کا یہی مقصد قرار دیا ہے کہ وہ عبودیت کے حق کو ادا کر کے اللہ تعالیٰ کا خاص اور مخلص عبد بن جائے......

عبادت ایک وسیع لفظ ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ نہیں کہ انسان دن رات یا کسی ایک وقت یا بعض مقررہ اوقات یا ایام میں خدا کی تعریف میں کچھ الفاظ کہے اور اس کے احسانات کا شکریہ کرے اور اس سے اپنی بعض ضروریات طلب کرے۔ بلکہ حقیقی طور پر عبد وہ ہے جو ہر وقت عبودیت میں رہے اور اس کے تمام حرکات سکنات، افعال، اقوال، خیالات، جذبات، احساسات اللہ تعالیٰ کے لئے اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہوں اور اسی ذات پاک کی مرضی اور حکم کے ماتحت اور مطابق چل رہے ہوں۔

ظاہری عبادات

سب سے اول میں اس ظاہری عبادت کے ذکر کو لیتا ہوں جو وضو، نماز، روزہ پر مشتمل ہے اور جو آپ سب کے ساتھ لوگوں کے دیکھنے میں بجالاتے تھے۔ اس میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں پر اپنے جذبات کو کبھی ظاہر نہ ہونے دیتے تھے۔ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نماز باجماعت میں لوگوں کے سامنے کسی نماز میں اپنے خشوع وخضوع کو اس حد تک ظاہر کریں کہ آپ کے آنسو ٹپکنے لگیں یا آپ کی گریہ کی آواز سنائی دے۔ ایک دفعہ سورج کو جب پورا گرہن لگا اور اس طرح رسول کریم ﷺ کی پیشگوئی پوری ہوئی تو........ قادیان میں نماز کسوف ادا کی گئی۔ امام نماز مولوی محمد احسن.... تھے۔ انہوں نے سورہ فاتحہ اور قرآت بالجہر پڑھی اور بعض دعائیں بھی بالجہر کیں جس سے اکثر نمازیوں پر حالت وجد طاری ہوئی۔ بہتیرے نماز میں رو رہے اور دعائیں کر رہے تھے۔ یا اللہ تعالیٰ کے اس احسان کے شکریہ میں ان کے دل رقیق ہو رہے تھے۔ کہ ہم رسول پاک ﷺ کی ایک پیشگوئی کو پورا ہوتا ہوا اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رحم سے یہ توفیق عطا ہوئی ہے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھانے والے اور خدا تعالیٰ کے فرستادہ کو قبول کرنے والے ہیں۔ غرض اکثر لوگ گریہ وبکا میں مصروف تھے مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو ہمارے ساتھ اس نماز میں شامل تھے اور میں حضور کے پہلو بہ پہلو کھڑا تھا آپ کی کوئی آواز سنائی نہ دیتی تھی اور نہ جسم میں ایسی حرکات تھیں جو ایسی رقت کی حالت میں بعض دفعہ انسان پر طاری ہوجاتی ہیں۔ ایسا ہی دوسری نمازوں میں یہ حال تھا۔ جو نماز آپ لوگوں کے سامنے پڑھتے تھے اس کو آپ چنداں لمبا نہ کرتے تھے۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات سے چند روز قبل ایسا اتفاق ہوا کہ میں نے...... ایک نماز کی امامت کرائی۔ نماز کے ختم ہونے پر فوراً مولوی عبداللہ صاحب تبسم کرتے ہوئے آگے بڑھے اور فرمانے لگے آپ نے بعینہ ایسی مختصر نماز پڑھائی جیسا کہ ابتدائی زمانوں میں کبھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پڑھایا کرتے تھے جب کہ ہنوز آپ کا کچھ دعویٰ نہ تھا اور آپ براہین احمدیہ لکھا کرتے تھے اور میں کئی کئی ماہ متواتر حضور کی خدمت میں ٹھہرا کرتا تھا اور نماز کے اندر صرف تین یا چار آدمی ہوتے تھے تب بھی ہمیشہ نہیں لیکن گاہے گاہے حضور خود نماز پڑھایا کرتے تھے۔ دعویٰ کے بعد بہت کم ایسا اتفاق ہوا کہ حضور نے خود نماز پڑھائی ہو۔ حضرت مولوی عبدالکریمؓ..... ، حضرت مولوی نورالدینؓ...... حضرت مولوی محمد احسنؓ..... مولوی حکیم فضل الدینؓ....... پیش امام نماز ہوا کرتے تھے۔ ایام مقدمہ کرم الدین میں جب کہ یہ بزرگ ساتھ نہ ہوتے تھے۔ کئی ماہ تک عاجز پیش امام نماز ہوتا رہا لیکن جنازوں کی نماز ہمیشہ حضور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود پڑھایا کرتے تھے۔ نمازوں کے اوقات کی پابندی کا آپ پورا خیال رکھتے تھے۔ پانچوں وقت کی نماز کے واسطے مسجد تشریف لاتے تے۔ مگر وضو ہمیشہ گھر میں کر کے مسجد جاتے تھے۔ جمعہ کے دن پہلی سنتیں بھی گھر میں پڑھ کر مسجد تشریف لے جایا کرتے تھے۔ جب تک مسجد مبارک تیار نہیں ہوئی آپ سب نمازوں کے واسطے بڑی مسجد کو تشریف لے جایا کرتے تھے۔ نماز میں آپ آمین بالجہر نہ کرتے تھے لیکن کرنے والوں کو روکتے بھی نہ تھے۔ رفع یدین نہ کرتے لیکن کرنے والے کو روکتے نہ تھے۔ ہاتھ سینے پر باندھتے تھے لیکن نیچے باندھنے والے کو نہ روکتے تھے۔ حضرت مولوی عبدالکریمؓ...... جو سالہا سال تک آپ کے نماز میں پیش امام رہے۔ اور جن کو خدا کی پاک وحی میں لیڈر کا خطاب ملا تھا۔ ہمیشہ بسم اللہ اور آمین بالجہر کرتے اور فجر اور مغرب اور عشاء میں بالجہر قنوت پڑھتے اور گاہے گاہے رفع یدین کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسجد میں ان امور کو موجب اختلاف نہ گردانا جاتا تھا۔ جو اصحاب کرتے تھے ان کو کوئی روکتا نہ تھا۔ جو نہ کرتے تھے ان سے کوئی اصرار نہ کرتا تھا کہ ایسا ضرور کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز میں جلدی نہ کرتے تھے بلکہ سکون کے ساتھ آہستگی سے رکوع اور سجدے میں جاتے اور آہستگی کے ساتھ اُٹھتے تھے۔

جمع نماز

ایک دفعہ ایک کتاب کی تصنیف میں جس کا بہت جلد شائع کرنا ضروری تھا اور رات دن پریس اس کی خاطر چلتا تھا آپ کو اس قدر مصروفیت ہوئی کہ مجبوراً وقت کی کمی کے سبب آپ نے نمازیں جمع کرنی شروع کیں اور ساری جماعت نے بھی آپ کے ساتھ نمازیں جمع کیں اور کئی ماہ تک متواتر کسی تصنیف کے وقت یہ سلسلہ جاری رہتا اور اتنا لمبا چلتا کہ ہم سمجھتے اب ہمیشہ کے واسطے نمازیں جمع ہونے کا مسئلہ ہوجائے گا۔ اس وقت ایک صاحب نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ایک حدیث بھی نکال کر دکھائی جس میں لکھا تھا کہ مسیح کی خاطر نمازیں جمع کی جائیں گی۔

وفات سے دو تین سال قبل جب کہ حضور نماز مغرب وعشاء کے واسطے باہر مسجد تشریف نہ لا سکتے گھر کے اندر عورتوں اور اولاد کو جمع کر کے نماز پڑھاتے اور مغرب وعشاء جمع کے واسطے عموماً مغرب کا وقت تھوڑا سا یہ گزار کر وہ نمازیں پڑھ لی جاتی تھیں۔ مگر ایسا بھی ہوتا کہ مغرب اپنے وقت پر پڑھ کر عشاء ساتھ ملائی جاتی یا عشاء کے وقت مغرب اور عشاء جمع کر کے پڑھ لی جاتی تھیں۔

جب نمازیں جمع ہوتیں تو پہلی، درمیانی اور آخری کوئی سنتیں نہ پڑھتے تھے صرف فرض پڑھے جاتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے ظہر کے وقت پہلی سنتیں پڑھنی شروع کر دیں تو حضور نے دو دفعہ فرمایا نماز جمع ہوگی سنتوں کی ضرورت نہیں۔ پس میں نے سلام پھیر دیا اور سنتیں نہ پڑھیں۔

روزہ

آپ روزہ رکھنے میں بہت پابند تھے۔ اگر سحری کے وقت کھانا کھاتے ہوئے اذان ہوجائے تو پھر آپ کھانا چھوڑ دیتے تھے۔ لیکن کمزوروں کو اجازت دیتے تھے کہ وہ روزہ نہ رکھیں۔ حاملہ عورتوں کو اجازت دیتے تھے کہ روزہ اس وقت نہ رکھیں۔ ایک دفعہ رمضان شریف میں سخت گرمیوں کے لمبے دن تھے تو مجھے فرمایا کہ مفتی صاحب آپ کا جسم کمزور ہے آپ ان دنوں میں روزہ نہ رکھا کریں اس کے عوض سردیوں میں رکھ لیں۔ دینی معاملات میں آپ سختی نہ کرتے تھے۔ اَلدِّیْنُ یُسْرٌ کے مطابق آپ کے احکام ہوتے تھے گو اپنے نفس پر آپ بڑی بڑی تکالیف ڈالتے تھے مگر دوسروں کو ایسا حکم نہ دیتے تھے۔

نماز جنازہ

نماز جنازہ میں آپ دعا کو لمبا کرتے تھے یہاں تک کہ بعض دفعہ ہمیں شخص متوفّی پر رشک پیدا ہوتا کہ کاش یہ میرا جنازہ ہوتا اور یہ سب دعائیں میرے حق میں ہوتیں۔ ایک دفعہ بعد نماز جنازہ ایک شخص نے اپنے واسطے دعا کے لئے عرض کیا تو فرمایا کہ میں نے تو تم سب کا جنازہ پڑھ دیا ہے مطلب یہ تھا کہ صرف میت کے واسطے دعا نہیں کی بلکہ جس قدر اصحاب نماز جنازہ میں شامل ہوئے تھے ان سب کے واسطے بھی دعا کر دی ہے۔

مخفی عبادت

ایک حصہ عبادت کا وہ ہے جس میں انسان کی عبادت عام طور پر دوسروں پر ظاہر نہیں ہوتی۔ مخفی طور پر انسان اپنے خالق ومالک کے آستانہ پر ایسا گرتا ہے کہ بس اسی کا ہوجاتا ہے اس کا دل ہر وقت خدا کے ساتھ لگا رہتا ہے۔ دست درکار دل بایار کا وہ ایک کامل اور مجسم نمونہ ہوتا ہے۔ ایسی ہی عبادت میں نماز تہجد بھی ہے کہ پچھلی رات کو جب کہ سب لوگ آرام سے سوئے ہوتے ہیں انسان محض رضاء الٰہی کے واسطے اٹھتا ہے اور کسی کو خبر نہیں ہوتی اور وضو کرتا ہے اور عالم خاموشی میں اپنے رب کے حضور کھڑا ہوجاتا ہے اور اس کی تعریف کرتا ہے اور اس سے دعا کرتا ہے۔

حافظ حامد علی صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعودؑ کے پرانے نوکر تھے اور حضور کے پاس صرف چار روپے ماہوار اور کھانے پر ملازم تھے فرمایا کرتے تھے بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ میں پہلی رات حضرت صاحب کے پاؤں دبانے کے واسطے آپ کی چارپائی پر بیٹھ جاتا تھا مگر پاؤں دباتے دباتے خود بھی اسی چارپائی پر اونگھنے لگتا تھا اور سوجاتا تھا۔ حضرت صاحب کبھی مجھے نہ جھڑکتے، نہ خفا ہوتے، نہ اٹھاتے بلکہ تمام رات میں وہاں سویا رہتا اور معلوم نہیں خود حضرت صاحب کس حالت میں گزار دیتے تھے مگر میں آرام سے سویا رہتا تھا۔ تہجد کے وقت حضور ایسی آہستگی اور خاموشی سے اٹھتے کہ مجھے کبھی خبر نہ ہوتی لیکن گاہے گاہے جبکہ آپ کی آواز خشوع وخضوع کے سبب بے اختیار بلند ہوتی مجھے خبر ہوجاتی اور میں شرمندہ ہوکر اٹھتا۔ لیکن اگر میں بے خبری میں سویا رہتا تو حضور مجھے نماز فجر کے وقت اٹھاتے اور مسجد ساتھ لے جاتے۔

تکرار دعا

حافظ حامد علی صاحبؓ یہ بھی فرمایا کرتے کہ حضور نماز میں اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ کا بہت تکرار کرتے اور سجدہ میں یاحی یاقیوم کا بہت تکرار کرتے بار بار یہی الفاظ بولتے جیسے کوئی بڑے الحاح اور زاری سے کسی بڑے سے کوئی شے مانگے اور بار بار روتے ہوئے اپنی مطلوبہ چیز کو دہرائے ایسا ہی حضرت صاحب کرتے۔ عموماً پہلی رکعت میں آیت الکرسی پڑھا کرتے تھے سجدہ کو بہت لمبا کرتے اور بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا کہ اس گریہ وزاری میں آپ پگھل کر بہ جائیں گے۔

تہجد

نماز تہجد کے واسطے آپ بہت پابندی سے اٹھا کرتے تھے کہ تہجد کے معنے ہیں سو کر اٹھنا جب ایک دفعہ آدمی سوجائے اور پھر نماز کے واسطے اٹھے تو وہی اس کا وقت تہجد ہے۔ آپ تہجد کے بعد سوتے نہ تھے صبح کی نماز تک برابر جاگتے رہتے۔ آخری عمر میں آپ ایک دفعہ تہجد کے واسطے اٹھے تو کمزوری کے سبب گر گئے اور چوٹ لگ گئی تب الہام ہوا جس کا مفہوم یہ تھا کہ تہجد معاف ہے۔

خلوت کی عبادت

نماز تہجد کی خلوت کے علاوہ دن کے وقت عموماً آپ ایک وقت بالکل علیحدگی میں عبادت میں

گزارتے تھے۔آپ کی رہائش کے کمرے کے ساتھ جو چھوٹا سا کمرہ بیت الدعا کا ہے اسے اندر سے بند کر کے دو گھنٹہ کے قریب بالکل علیحدگی میں مصروف عبادت رہا کرتے تھے۔ ایام سفر میں بھی آپ کے واسطے کوئی چھوٹا سا کمرہ خلوت کے واسطے بالکل الگ کر دیا جاتا۔مقدمہ کرم الدین کے زمانہ میں جب کہ کئی ماہ تک گورداسپور میں قیام رہا اس وقت جو مکان کرایہ پر لیا گیا تھا اس کے دروازہ سے داخل ہوتے ہی بائیں طرف ایک چھوٹا سا کمرہ اس غرض کے واسطے الگ کر دیا تھا جس میں حضور عموماً ۱۰ سے ۱۲ بجے تک روزانہ بالکل علیحدگی میں مصروف بہ عبادت و دعا رہتے تھے۔ابتدائی زمانہ میں جب کہ ہنوز کچھ شہرت آپ کی نہ تھی اور آدمیوں کی کچھ آمد و رفت نہ تھی اس وقت آپ عموماً تلاش خلوت میں باہر جنگل میں چلے جایا کرتے اور علیحدگی میں بیٹھ کر عبادت الٰہی کرتے۔

نفلی روزے

رمضان شریف کے روزوں کے سوا آپ اور بھی روزے رکھتے تھے۔رات دن مسجد میں گزارتے تھے اور گھر والوں کو بھی خبر نہ ہوتی تھی کہ آپ نے روزہ رکھا ہوا ہے۔جب دوپہر کا کھانا آتا تو آپ آدھا ایک فقیر کو دے دیتے جو یہ خیال کرتا کہ نصف مجھے دیا ہے نصف خود کھائیں گے اور ایک دوسرے فقیر کو مقرر کیا ہوا تھا کہ وہ ایک گھنٹہ کے بعد آئے اور یہ خیال کرتا تھا کہ حضور نے آدھا کھانا کھالیا ہے اور باقی کا آدھا میرے لئے رکھا ہے۔اس طرح سب سے مخفی رکھتے تھے اور سحری کے وقت کچھ نہ کھاتے تھے اور افطاری کے وقت بھی تھوڑا کھانا کھاتے تھے۔فرمایا کرتے تھے کہ بعض دفعہ روزے میں جب کہ ہم کو بھوک کے سبب ضعف ہو جاتا تو غنودگی کی سی حالت طاری ہوتی اور ایک فرشتہ کچھ کھلا دیتا جس سے نہ صرف بدن میں طاقت پیدا ہو جاتی بلکہ بیداری کے وقت اس کھانے کی لذت اور ذائقہ دیر تک زبان پر قائم رہتا۔

توجہ الی اللہ

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام لوگوں کے درمیان بیٹھتے تھے اس وقت بھی آپ کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف رہتی تھی اکثر زبان پر الفاظ سبحان اللہ، سبحان اللہ جاری رہتے تھے لوگوں سے باتیں کرتے تھے مگر وہ صرف حسنِ اخلاق کے واسطے تھا ان باتوں میں آپ کی گہری توجہ نہ ہوتی تھی۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ایک شخص بھیرہ کو جا رہا ہے اس سے دریافت کرتے تھے بھیرہ کہاں ہے، کتنی دور ہے، رستہ میں کہاں کہاں گاڑی تبدیل ہوگی۔ یہ سب باتیں دریافت کرتے تھے لیکن اس سے دوسرے یا تیسرے روز اگر کوئی شخص پھر بھیرہ جانے والا ہوتا تو پہلے شخص کے ساتھ جو گفتگو ہو چکی تھی وہ آپ کو کچھ یاد نہ ہوتی اور اس شخص سے پھر وہی باتیں دریافت کرتے جو کہ پہلے سے دریافت کر چکے تھے۔

تبتّل الی اللہ کا پورا نمونہ آپ کی زندگی میں قائم تھا۔دنیا اور اس کے تمام علائق سے قطع تعلق کر کے آپ بالکل اللہ کے ساتھ مل چکے تھے۔اگرچہ دنیوی امور کے لحاظ سے تمام اسباب کو مہیا کرتے تھے مگر پھر بھی آپ کا بھروسہ کسی سبب پر نہ ہوتا تھا۔ بلکہ صرف اللہ تعالیٰ پر آپ کا بھروسہ تھا اور اسی کی طرف جھکے رہتے تھے۔

آخری نماز

آپ کا آخری کام بھی دنیا میں عبادت الٰہی ہی تھا۔آپ کی وفات کے وقت میں حضور کے قدموں میں حاضر تھا۔جب تک آپ بول سکتے تھے سوائے اس کے کوئی لفظ آپ کے منہ پر نہ تھا کہ اے میرے پیارے اللہ۔اے میرے پیارے اللہ۔آخری نصف شب اس حالت میں گزری یہاں تک کہ گلے کی خشکی کے سبب بولنا دشوار ہو گیا۔جب کمرے میں فجر کی کچھ روشنی آپ نے دیکھی تو فرمایا ''نماز'' ۔اس وقت یہ عاجز حضور کے پاؤں دبا رہا تھا اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب......نے جو سرہانے کے قریب بیٹھے تھے یہ سمجھا مجھے فرماتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا نماز پڑھ لو۔ انہوں نے عرض کی میں نماز پڑھ چکا ہوں۔آپ نے دوبارہ فرمایا نماز اور ہاتھ سینے پر باندھ کر نماز پڑھنی شروع کی۔اس کے بعد حضور نے پھر کوئی کلمہ نہیں بولا یہاں تک کہ آٹھ بجے کے قریب حضور کا وصال اپنے حقیقی معبود اور محبوب کے ساتھ ہو گیا۔پس آپ کا آخری فعل بھی اس دنیا میں عبادت ہی تھا۔خلوت میں بھی آپ عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور جلوت میں بھی آپ عبادت الٰہی میں لگے رہتے تھے۔آپ کا جینا بھی عبادت الٰہی میں تھا اور آپ کا فوت ہونا بھی عبادت الٰہی میں ہوا۔

(اخبار الفضل قادیان ۳/جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۴تا ۷)

(بشکریہ ماہنامہ انصار اللہ مارچ ۲۰۰۱ء)

دل کے حملہ سے بچنے کے لئے عورتوں کو نہ زیادہ سونا چاہئے نہ کم

امریکہ میں ستّر ہزار عورتوں کے سونے کی عادات کا مطالعہ کر کے نیند کے وقت کا دل کے حملہ سے تعلق معلوم کرنے کے لئے ایک سٹڈی کی گئی ہے۔ تحقیق کے مطابق سات گھنٹے یا اس سے کم سونا بھی دل کے لئے اتنا ہی نقصان دہ ہے جتنا نو گھنٹے یا اس سے زیادہ سونا۔ جو عورتیں آٹھ گھنٹے روزانہ سوتی تھیں ان سے جب مقابلہ کیا گیا تو پتہ لگا کہ پانچ گھنٹے سونے والیوں کو ہارٹ اٹیک کا ۴۵ فیصد زیادہ خطرہ تھا اور سات گھنٹے سونے والیوں کو ۹ فیصد زیادہ تھا۔

آسٹریلیا میں ۴۰۰۰/افراد پر ایسی ہی ایک سٹڈی کی گئی جس سے پتہ لگا کہ عام آدمی ۷ گھنٹے ۲۴ منٹ اوسطاً روزانہ سوتا ہے۔

محققین کا خیال ہے کہ کم سونے سے Insulin Resistance پیدا ہو سکتی ہے جس سے امراض قلب کا خطرہ بڑھ سکتا ہے اور زیادہ سونے سے جسم کو آکسیجن کی سپلائی کم ہو جاتی ہے اور اس سے بھی دل کی امراض کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۔۲۹/جنوری ۲۰۰۳ء)

مونگ پھلی کھانے سے خطرناک الرجی

مونگ پھلی لوگ شوق سے کھاتے ہیں اور اس کا تیل بھی کھانے پکانے میں استعمال ہوتا ہے۔اس کے کھانے سے ایک خطرناک الرجی جس سے موت واقع ہو جائے پہلے نہیں سنی تھی۔لیکن اب اس طرح کے واقعات خبروں میں آنے لگے ہیں۔آسٹریلیا میں ایک پندرہ سالہ لڑکے نے مونگ پھلی کھائی تو اس کے جگر میں ایسی خوفناک الرجی ہوئی کہ اس کی موت واقع ہوگئی۔

اس کا جگر سڈنی کے ایک ہسپتال میں ایک ساٹھ سالہ مریض کو لگایا (Transplant) کیا گیا۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ عموماً پیوند شدہ عضو کی الرجی دوسرے شخص کو منتقل نہیں ہوتی۔صرف ۱۹۹۷ء میں فرانس میں ایک واقعہ رپورٹ کیا گیا تھا لیکن سڈنی کا مریض جب تندرست ہو کر گھر آیا تو اس نے کاجو (Cashew Nut) کھالئے جس سے اس کو سخت الرجی ہوگئی۔فوراً علاج میسر آنے سے جان تو بچ گئی لیکن اب آئندہ کے لئے کسی عضو کی پیوندکاری سے پہلے یہ پتہ کرنا پڑے گا کہ عضو کا عطیہ دینے والے کو کن کن چیزوں سے الرجی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات کے ذرّہ ذرّہ میں کچھ صفات اور یادداشتیں (Memory) لکھ رکھی ہیں جو ہمیشہ اس کے ساتھ رہتی ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ نے ہومیوپیتھی کے ایک لیکچر میں یہ دلچسپ نکتہ بیان فرمایا تھا۔مثلاً سلفر کی کچھ صفات ہیں۔وہ ہر حال میں اس کے اندر پوشیدہ رہیں گی خواہ اس کا ایک قطرہ دنیا کے سارے سمندروں میں ملا دیا جائے، اس کی یادداشت تقسیم در تقسیم ہونے سے بڑھتی جائے گی، ختم نہیں ہو گی۔روح کی یادداشتوں کا بھی اسی پر قیاس کیا جاسکتا ہے۔ جو قلب و روح پر گزرتا ہے اپنی یادداشتوں کے نقوش چھوڑ جاتا ہے۔

(سڈنی مارننگ ہیرلڈ ۔۲۹/جنوری ۲۰۰۳ء)

(مرسلہ :خالد سیف اللہ خان ، از سڈنی۔آسٹریلیا)

****

جماعت احمدیہ ناروے کے تحت جلسہ یوم مصلح موعودؓ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ چوہدری افتخار حسین اظہر۔ جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ ناروے)

جماعت احمدیہ ناروے نے یکم فروری ۲۰۰۳ء بروز ہفتہ مسجد نور اوسلو میں جلسہ یوم پیشگوئی مصلح موعودؓ منایا۔مرکز لندن سے مکرم عطاء المجیب صاحب راشد ، امام مسجد فضل لندن نے جو ایک شادی کے سلسلہ میں ناروے آئے ہوئے تھے جماعت کی درخواست قبول کرتے ہوئے اس جلسہ میں شرکت فرمائی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں مقررین کو عناوین دے دئے گئے تھے۔جلسہ میں ذیلی تنظیموں ، صدران حلقہ اور واقفین و واقفات نو نے بھرپور حصہ لیا۔

کارروائی کا آغاز مکرم ڈاکٹر عون بن عقیل صاحب امیر جماعت احمدیہ ناروے کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔

نظم کے بعد مکرم فواد محمود صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت قرآن پر بڑے حسین پیرایہ میں روشنی ڈالی۔مکرم زرتشت منیر صاحب نے ''حضرت مصلح موعودؓ اور تحریک پاکستان'' کے موضوع پر تقریر کی اور تاریخی شواہد سے ثابت کیا کہ اگر حضرت مصلح موعود کی انتھک کوششیں کارفرما نہ ہوتیں تو آج دنیا کے نقشہ پر پاکستان کا وجود نہ ہوتا۔واقفین نو اور واقفات نو نے پیشگوئی مصلح موعودؓ، سیرت حضرت مصلح موعودؓ، تحریکات مصلح موعودؓ اور آپ کے بچپن کے موضوع پر تقاریر کیں اور منظوم کلام پیش کیا۔تمام تقاریر بہت اچھی طرح تیار کی گئی تھیں اور نظمیں بھی خوش الحانی سے سنائیں۔لجنہ کے پینل سے طبقہ نسواں پر احسانات کے موضوع پر تقریر ہوئی جس میں بتایا گیا کہ کس طرح حضرت فضل عمرؓ نے لجنہ کو تعلیم کی طرف متوجہ کرنے کے ساتھ ساتھ جماعتی کاموں میں بھرپور کردار ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔

مکرم امام عطاء المجیب صاحب راشد نے اپنے خطاب میں یوم مصلح موعود منانے سے ہم احمدیوں کا ہرگز یہ مقصد نہیں ہوتا کہ شخصیت پرستی کے لئے اس جلسہ کا اہتمام ہو بلکہ سابقہ صحف میں اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یہ پیشگوئی فرمائی تھی کہ مسیح موعود شادی کرے گا اور اس کے ہاں اولاد ہوگی۔ مسیح موعود کی شادی اور اولاد کی پیشگوئی اپنے اندر عظمت اور توحید باری تعالیٰ کا عظیم الشان ظہور رکھتی ہے۔سابقہ پیشگوئیوں اور پیشگوئی مصلح موعودؓ کے عین مطابق حضرت مصلح موعودؓ کی ولادت باسعادت، خلافت کے جلیل القدر مقام پر فائز ہونا اور کارہائے نمایاں سرانجام دینا، زمین کے کناروں تک شہرت پانا درحقیقت توحید خداوندی کی زبردست اور ناقابل تردید صداقت ہے۔اس پیشگوئی کے لفظی اور معنوی طور پر ظہور میں آنے کو دعوت الی اللہ کے لئے زبردست دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے۔

مکرم امام صاحب نے اختتامی دعا کروائی جس کے ساتھ یہ جلسہ برخاست ہوا۔ حاضری ۱۵۰ رہی۔اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے فیوض و برکات سے ہم سب کو متمتع فرمائے۔

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ مصور ہے یعنی صورت جسمیہ اور صورت روحیہ پیدا کرنے والا ہے

جن تصویروں کی مناہی ہے اس سے مراد بتوں کی تصویریں ہیں اور مشرکانہ خیالات پیدا کرنے والی تصویریں۔

(آیات قرآنیہ، احادیث نبویؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْمُصَوِّرُ کا بیان)

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۴؍فروری ۲۰۰۳ء مطابق ۱۴؍تبلیغ ۱۳۸۲ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى. يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ.﴾ (سورة الحشر:۲۵)

وہی اللہ ہے جو پیدا کرنے والا۔ پیدائش کا آغاز کرنے والا اور مصوّر ہے۔ (باری سے مراد سب سے پہلے پیدا کرنے والا)۔ تمام خوبصورت نام اسی کے ہیں۔ اُسی کی تسبیح کر رہا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ کامل غلبہ والا (اور) صاحبِ حکمت ہے۔

صَوَّرَ کا مطلب ہے اس نے شکل و صورت عطا کی اور صَوَّرَ شَخْصًا کے معنی ہیں اس نے اس شخص کی باریک بینی سے صفات بیان کیں (یعنی اس کی اندرونی اور اس کے باطن کی تصویر کھینچی) اور اَلْمُصَوِّرُ اس سے اسم فاعل ہے۔ مُصَوِّر صورتوں اور نقش و نگار سے مزیّن کرنے والے کو کہتے ہیں۔ (المنجد فی اللغة العربية المعاصرة)

حضرت امام راغبؒ اپنی کتاب "المفردات فی غریب القرآن" میں فرماتے ہیں:۔

"الصُّوْرَةُ" چیزوں کے ایسے نقوش کو کہتے ہیں جن کی وجہ سے وہ اپنے غیر سے ممیّز اور نمایاں ہو سکیں۔ اس کی دو قسمیں ہیں:۔

محسوس: جس کا ادراک ہر خاص اور عام بلکہ انسان کے علاوہ حیوانات تک بھی دیکھ کر کر سکتے ہیں جیسے انسان، گھوڑے اور گدھے کی شکلیں وغیرہ۔ تمام حیوانات کو پتہ لگ جاتا ہے گھوڑا ہے، گدھا ہے، کیا چیز ہے؟

معقول: معقول وہ ہیں جن کا ادراک صرف خاص ہی کر سکتے ہیں مثلاً وہ صورت جس سے صرف انسان مختص ہے یعنی اس کی عقل، فہم اور ادراک۔

صورت کے ان دونوں مفاہیم کے بارے میں اللہ تعالیٰ درج ذیل الفاظ فرماتا ہے:

ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ۔ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۔ فِيْ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ اور يُصَوِّرُكُمْ فِي الْاَرْحَامِ۔

اسی طرح آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ اٰدَمَ عَلٰى صُوْرَتِهٖ۔ اب یہ خاص طور پر سوچنے والی بات ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صورت پہ کیسے پیدا کیا؟ جبکہ اللہ تعالیٰ تو انسان سے بالکل مختلف ہے۔ تو اپنی صورت سے مراد یہاں یہ ہے کہ اپنی صفات حسنہ کو سمجھنے والا بنایا ہے۔ اس سے زیادہ اس کا کوئی معنی نہیں ورنہ اللہ تعالیٰ کی تو کوئی ایسی صورت نہیں ہے جس کو انسانوں کی طرح پیش کیا جا سکے۔

لسان العرب کے مصنف لکھتے ہیں کہ:

اَلْمُصَوِّرُ اللہ تعالیٰ کے اسماء میں سے ہے اور اس کے معنی اس ذات کے ہیں جس نے تمام موجودات کو صورتیں بخشیں اور ترتیب دیا اور ہر چیز کو ایک خاص منفرد صورت اور ہیئت عطا کی جس کی وجہ سے وہ دیگر مختلف اور کثیر چیزوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ (لسان العرب)

اب پھر وہی حدیث ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔ (مسند احمد بن حنبل۔ مسند باقی مسند المکثرین) میں پہلے ہی تشریح کر چکا ہوں، کہ اپنی صورت پر پیدا کرنے سے کیا مراد ہے

صحیح بخاری کتاب التوحید میں حضرت ابوہریرہؓ سے ایک لمبی روایت ہے جس میں ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ اس امت کے پاس اس شکل و صورت میں آئے گا جس میں یہ اسے پہچانتے ہوں گے۔ اب صفات باری تعالیٰ کو اگر آپ جانتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو بھی جانتے ہیں اور پہچان سکتے ہیں۔ الحمد لله رب العالمين میں تمام ایسی صفات کا ذکر ہے جس سے انسان کو رزق ملتا ہے بلکہ ہر چیز کو رزق ملتا ہے۔ تمام جہانوں کا رب ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کی صورت یہی ہے کہ اس کی تخلیق سے پہچانا جائے۔ آنحضرت ﷺ یہی فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو پہچاننا اس کی صفات کے ذریعے ممکن ہے ورنہ ننگی آنکھ سے اس کو دیکھنا ممکن نہیں ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے بھی خدا تعالیٰ کو اپنی ننگی آنکھ سے نہ دیکھا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ تم نے ایسی بات کی ہے کہ میرا جسم کانپ گیا ہے اس سے، خدا تعالیٰ کو کسی نے ننگی آنکھ سے نہیں دیکھا بلکہ اس کے دل پر وہ جلوہ افروز ہوتا ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک حدیث میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ ماں کے پیٹ میں جب بچہ ساڑھے چار ماہ کا ہوتا ہے تو اس میں روح ڈالی جاتی ہے۔ ٹورانٹو یونیورسٹی کے ایک کینیڈین پروفیسر نے اس حدیث کو آنحضرت ﷺ کی صداقت میں پیش کیا ہے۔ کیونکہ سائنسدانوں نے جس حقیقت کو پایا ہے اسے آنحضور ﷺ نے چودہ سو سال پہلے ہی سے بیان فرما دیا۔ اب میرے پاس اس کا حوالہ تو موجود نہیں ہے مگر مجھے اتنا یاد ہے کہ اس کینیڈین پروفیسر نے آنحضرت ﷺ کے متعلق عرض کیا تھا کہ میں ان کو سچا مانتا ہوں کیونکہ ساڑھے چار ماہ بعد آپؐ نے فرمایا ہے کہ بچے میں روح پڑتی ہے اور ساڑھے چار ماہ سے پہلے اگر کسی کے ابارشن (Abortion) ہو جائے تو وہ لوتھڑا ہے جو مر جائے گا۔ ساڑھے چار ماہ کے بعد خواہ Incubator میں رکھنا پڑے مگر وہ ضرور پل سکتا ہے تو یہ بھی رسول اللہ ﷺ کی صداقت کا ایک نشان بیان کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا آپ صادق اور مصدوق ہیں کہ ہر انسان کی (ابتدائی) خِلقت اس کی ماں کے پیٹ میں چالیس دن رات میں مکمل ہوتی ہے۔ پھر مزید چالیس دن رات عَلَقَہ (یعنی چپکنے والا جما ہوا خون) بننے میں لگتے ہیں۔ پھر اتنے ہی (یعنی مزید چالیس دن رات) میں وہ مُضْغَہ یعنی گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے (یہ کل عرصہ ایک سو بیس دن یعنی چار ماہ بنتا ہے۔ یعنی ساڑھے چار ماہ کی بجائے چار ماہ کا عرصہ بنتا ہے)۔ اس کے بعد اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجا جاتا ہے اور وہ اس میں روح پھونکتا ہے۔ پھر اُسے چار باتوں کا حکم دیا جاتا ہے۔ چنانچہ وہ فرشتہ اس کا رزق، اس کی اجل (یعنی عمر)، اس کا عمل اور شقاوت اور سعادت لکھتا ہے۔

قسم ہے خدائے واحد کی کہ تم میں سے کوئی اہلِ جنت والے اعمال بجالاتا رہتا ہے یہانتک کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک ہاتھ جتنا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پھر فرمایا: اور اسی طرح بعض دفعہ کوئی جہنم والے اعمال بجالاتا رہتا ہے یہانتک کہ اس کے اور جہنم کے درمیان فاصلہ ایک بالشت کا رہ جاتا ہے تب خدا تعالیٰ اسے پلٹا دیتا ہے۔ جو جنت کے قریب آ گیا تھا وہ بالآخر جہنمی بن جاتا ہے اور جو جہنم کے قریب آ گیا تھا اللہ تعالیٰ پھر اسے توفیق عطا فرماتا ہے کہ وہ جنت میں داخل ہو جائے۔ (مسلم کتاب القدر)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب آنحضرت ﷺ بیمار ہوئے تو آپ کی ازواج میں سے حضرت ام سلمہؓ اور حضرت ام حبیبہؓ نے ماریہ نامی کنیسہ کا ذکر کیا جو انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ انہوں نے اس کی خوبصورتی اور اس میں لگی ہوئی تصویروں کا ذکر کیا تو آپؐ نے اپنا سرِ مبارک بلند کرتے ہوئے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جب ان میں سے کوئی نیک آدمی فوت ہوجاتا ہے تو اس کی قبر پر مسجد بنا دیتے ہیں اور پھر اس میں یہ تصویریں بنا کر لٹکا دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ شریر ترین مخلوق ہیں۔ (البخاری کتاب الجنائز)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو لوگ یہ تصویریں اور مورتیاں بناتے ہیں قیامت کے دن انہیں عذاب دیا جائے گا۔ ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے انہیں زندہ کرو۔ (بخاری کتاب اللباس)

حضرت عون بن ابی جحیفہؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک پچھ لگانے والا غلام خریدا اور کہا کہ آنحضرت ﷺ نے ......سود کھانے اور کھلانے والے اور (جسم پر) گوندھ کر لکھنے والے اور لکھوانے والے اور تصویر بنانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔
(بخاری کتاب اللباس)

اب تصویر کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ تصویر سے مراد بتوں کی تصویر ہے اور مشرکانہ خیالات پیدا کرنے والی تصویر ہے ورنہ تصویر بذات خود بری چیز نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ایک رومال پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تصویر دیکھی تھی اور آپ کو یہ بتایا گیا تھا کہ آپ سے ان کی شادی ہوگی۔ چنانچہ بعینہٖ ویسی ہی شکل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تھی۔ تو تصویر تو منع نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لوگ جو اعتراض کرتے ہیں کہ آپ نے تصویر کھنچوائی تو یاد رکھنا چاہئے کہ تصویر صرف بت پرستی کے معنوں میں منع ہے ورنہ فی الواقعہ تصویر بری نہیں ہے۔ تصویر سے لوگ قیافہ کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو محض تصویر دیکھ کر ہی بہت سے لوگوں نے قبول کیا ہے۔ کیونکہ آپ کا چہرہ ایک صادق کا چہرہ تھا اور آپ کی شکل بھی ویسے ہی خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک مخلص اور صادق کی شکل تھی۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ قادیان میں ایک شخص ایسا آیا جو احمدیت کا بڑا شدید مخالف تھا۔ جب اس کو کہا گیا کہ آؤ تو اس نے اپنے بلانے والے سے کہا کہ میں اس شرط پر جاؤں گا کہ علاج کرانے تو خلیفۃ المسیح الاولؓ حکیم نورالدین کے پاس جاؤں گا لیکن ویسے مجھے تم کسی اور محلے میں ٹھہرانا۔ ہرگز قادیان میں اس محلے میں نہ ٹھہرانا جس میں مسجد مبارک ہے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ اس نے ایک اور محلے میں اس کو ٹھہرا دیا۔ اس محلے میں ٹھہرا، اپنا علاج کروایا، ٹھیک ہوگیا جب وہ چلنے لگا تو اس نے ان سے کہا کہ دیکھو اب مجھے اگر مسجد دکھانی ہے تو دکھا دو بیشک لیکن ایک شرط ہے کہ اس مسجد میں (حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق کہا) وہ نہ ہوں۔ اور رات کے وقت جاؤ، کسی کو پتہ نہ چلے۔ اب خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جس وقت اس کو مسجد میں لے کے گیا۔ عین اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر سے کھڑکی کھول کے باہر نکل آئے۔ اس کی یہ حالت حیرت انگیز تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو دیکھا اور بے اختیار رو پڑا اور کہا یہ جھوٹے کا منہ نہیں ہے۔ عرض کیا میری ابھی بیعت لے لیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسی وقت اس کی بیعت لے لی۔

امام رازی فرماتے ہیں:
اَلْمُصَوِّر کا معنی ہے: وہ مخلوق کی شکل اپنے ارادہ کے موافق تخلیق فرماتا ہے اور صفت الخالق کا ذکر الباری سے پہلے آیا ہے کیونکہ قدرت کے اظہار سے پہلے ارادہ ہوتا ہے اور الباری کا ذکر المصور سے پہلے آیا ہے کیونکہ جسم کی پیدائش صفات کے بنانے سے پہلے ہوتی ہے۔ (تفسیر کبیر للرازی جلد ۲۹ صفحہ ۲۹۵۔۲۹۶)

یہاں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آریہ لوگ اللہ تعالیٰ کو خالق صحیح معنوں میں نہیں مانتے وہ اس طرح کا خالق مانتے ہیں جس طرح دو کیمیاؤں کو آپس میں ملا دیں اور تیسری شکل بن جائے۔ ان کے نزدیک مادہ بھی ازلی ہے اور روح بھی ازلی ہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں کو زبردستی جوڑ دیتا ہے اس سے زیادہ خدا تعالیٰ کی خالقیت کا کوئی معنی نہیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل جھوٹ ہے۔ عجیب وغریب انہوں نے یہ کہانی بنائی ہوئی ہے کہ روح آسمان سے شبنم کی طرح سبزے پر گرتی ہے اور اس وقت جب گائے اس کو کھاتی ہے تو اس کے دودھ میں چلی جاتی ہے۔ اس کے دودھ سے وہ منتقل ہوجاتی ہے ان آدمیوں کی طرف جو اس دودھ کو پیتے ہیں اور اس کے نتیجے میں پھر نطفہ پیدا ہوتا ہے۔ غرضیکہ یہ لغو عجیب وغریب کہانی آریوں کی بنی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ اس سے زیادہ کوئی جھوٹ نہیں ہوسکتا۔ کوئی روح آسمان سے نہیں گرتی۔ وہی ہے ﴿قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ﴾ کہ روح اللہ کے امر کا نام ہے اور اسی سے روح بنتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔
''وہ مصوّر ہے یعنی صورتِ جسمیہ اور صورتِ نوعیہ عطا کرنے والا ہے کیونکہ اسی کے لئے تمام اسماءِ حسنہ ثابت ہیں یعنی جمیع صفاتِ کاملہ جو باعتبارِ کمالِ قدرت کے عقل تجویز کرسکتی ہے اس کی ذات میں جمع ہیں''۔ (پرانی تحریریں۔ روحانی خزائن جلد دوم صفحہ ۱۱)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔
''وہ ایسا خدا ہے کہ جسموں کا پیدا کرنے والا اور روحوں کا بھی پیدا کرنے والا۔ رحم میں تصویر کھینچنے والا ہے۔ تمام نیک نام جہاں تک خیال میں آسکیں، سب اُسی کے نام ہیں''۔
(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۵)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ فِی الْاَرْحَامِ کَیْفَ یَشَآءُ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔﴾ (سورۃ آل عمران:۷) وہی ہے جو تمہیں رحموں میں جیسی صورت میں چاہے ڈھالتا ہے۔ کوئی معبود نہیں مگر وہی، کامل غلبہ والا (اور) حکمت والا۔

علامہ رازی فرماتے ہیں: اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی تمام ممکنات پر قادر ہونے کی طرف اشارہ ہے اور ساتھ ساتھ وہ تمام مخلوق کے فوائد اور منافع کو حاصل کرنے پر بھی قادر ہے......اور وہی ذات ہے جس نے اسی عجیب وغریب جسم اور اس کی ترکیب کو رحمِ مادر کے اندھیروں میں شکل عطا کی ہے اور اس کی مختلف اعضاء کی شکل میں ظاہری، طبعی اور صفاتی تخلیق کی ہے پھر اس نے اس کے بعض حصوں کو بعض دوسرے حصوں سے بہترین ترتیب اور کامل تنظیم میں باندھ دیا ہے اور یہ اس کی قدرتِ کاملہ پر دلیل ہے جیسا کہ اس نے نطفہ کے ایک قطرے سے یہ مختلف قسم کے اعضاء اور طبائع اور صورتیں اور رنگ پیدا کردیئے ہیں۔ (تفسیر کبیر للرازی جلد ۴ صفحہ ۱۷۶۔۱۷۷)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔
﴿هُوَ الَّذِیْ یُصَوِّرُکُمْ﴾ فرمایا کہ انسان باریک در باریک کام کرتا ہے تو روشنی میں کرتا ہے مگر ہم وہ ہیں کہ جتنا باریک کام ہے اندھیروں میں کرتے ہیں مثلاً تمہاری صورتیں فِیْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ پیٹ کے اندر رحم پھر رحم کا اندر غشاء اس میں بناتے ہیں۔ جب ہم اس کا علم رکھتے ہیں تو کیا آئندہ کا علم کہ وہ بھی ایک طرح کی تاریکی میں ہے نہیں رکھ سکتے؟
لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ۔ اگر غور کرو تو اس نتیجے پر پہنچ جاؤ کہ ساری صفاتِ کاملہ سے موصوف، تمام بدیوں سے منزّہ وہی معبودِ بے مثال ہے''۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۲۷ مئی ۱۹۰۹ء)

پھر سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔
﴿وَلَقَدْ خَلَقْنٰکُمْ ثُمَّ صَوَّرْنٰکُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ۔ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ۔ لَمْ یَکُنْ مِّنَ السّٰجِدِیْنَ﴾ (سورۃ الاعراف:۱۲) اور یقیناً ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں صورتوں میں ڈھالا پھر ہم نے فرشتوں سے کہا کہ آدم کے لئے سجدہ کرو تو ابلیس کے سوا ان سب نے سجدہ کیا۔ وہ سجدہ کرنے والوں میں سے نہ بنا۔

اب صورتوں میں ڈھالا اور پھر آدم سے کہا۔ دراصل اللہ تعالیٰ نے آدم کو ٹھیک ٹھاک جو کیا

M. S. DOUBLE GLAZING
Supplier & Installers
UPVC
Windows, Doors, Porches, Patio Doors
For Friendly Quote Please Contact Tel: 020 8664 8040
Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685
Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee
احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اس میں اپنی روح پھونکی تھی اور روح پھونکنے کی وجہ سے ہی آدم ٹھیک ہوا ہے۔ ورنہ آدم کو سجدہ کرنا فرشتوں کے لئے جائز نہیں تھا جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اس کو ٹھیک ٹھاک کرلیا ہے اور اس میں اپنی روح پھونکی ہے، اپنا امر پھونکا ہے۔ اس وقت ان کو سجدہ کا حکم دیا گیا۔

آگے ایک آیت ہے:۔ ﴿اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا ......﴾ (سورۃ المومن:۶۵) اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قرار کی جگہ بنایا ﴿وَالسَّمَآءَ بِنَآءً﴾ اور آسمان کو مضبوط چھت بنایا ہے جو تمہاری حفاظت کرتا ہے اور تمہیں صورت بخشی اور تمہاری صورتوں کو بہت اچھا بنایا اور تمہیں پاکیزہ چیزوں میں سے رزق عطا کیا۔ یہ ہے اللہ، تمہارا ربّ۔ پس ایک وہی اللہ برکت والا ثابت ہوا جو تمام جہانوں کا ربّ ہے۔

صورتیں تو سب کی اچھی ہی ہوتی ہیں، نسبتی فرق ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی کو اگر دیکھو تو کوئی نہ کوئی زاویہ ایسا ہے جس میں وہ خوبصورت دکھائی گا۔ پس آئمہ نے بھی یہی لکھا ہے کہ اچھی صورت پہ پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک تو اس کا ناک نقشہ درست ہے، اس کی بناوٹ ایسی ہے کہ جو خوبصورت معلوم ہوتی ہے۔ ہاتھوں کو دیکھو، پاؤں کو دیکھو، انگلیوں کو دیکھو، آنکھوں، کانوں اور ناک کو دیکھو۔ ایک انسان ناک سے ایسی چیزیں سونگھ لیتا ہے کہ دوسرا انسان سوچ بھی نہیں سکتا کہ سونگھنے کے ذریعے اس کو پتہ چل جائے گا کہ یہ کیا چیز ہے؟ کانوں سے ایسی باتیں سنتا ہے کہ آوازوں کو پہچانتا ہے، بعض دفعہ ہزار ہزار آوازوں میں سے فرق پہچان لیتا ہے۔ یہ کس کی آواز ہے اور یہ کس کی آواز ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں: ہم کہتے ہیں، بدصورتی بالکل نہیں ہے لیکن ایک کا حسن دوسرے کے مقابلے پر مختلف مراتب اور درجات پر ہوتا ہے اور بعض کا حسن اپنے سے بہتر کے مقابل پر کم ہوتا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کا حسن نظر نہیں آتا لیکن وہ بھی حسن کے دائرے ہی میں ہوتے ہیں۔ اس سے باہر نہیں ہیں۔ (تفسیر کبیر للرازی۔ جلد۳۰ صفحہ ۲۳)

پھر سورہ الانفطار کی آیت ہے: ﴿الَّذِیْ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ فَعَدَلَكَ. فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَّا شَآءَ رَكَّبَكَ﴾ (سورۃ الانفطار: ۷ تا ۹) اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارہ میں کس بات نے دھوکے میں ڈالا ہے؟ وہ جس نے تجھے پیدا کیا۔ پھر ٹھیک ٹھاک کیا۔ پھر تجھے اعتدال بخشا۔ جس صورت میں بھی چاہا تجھے ترکیب دی۔

علامہ ابنِ کثیر بیان کرتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ اس کے حسبِ ارادہ اُنہیں خوبیوں اور شکل وصورت پر ڈھلنے لگتی ہے۔ (اور بالآخر ویسی ہی ڈھل جاتی ہے۔) جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فِیْٓ اَیِّ صُوْرَةٍ مَا شَآءَ رَكَّبَكَ. (ہر صورت میں جیسے اس نے چاہا اس نے ترکیب دی) اسی لئے وہ المصوّر ہے کیونکہ المصوّر وہ ذات ہے جو کسی چیز کو جس صفت یا شکل وصورت میں چاہتی ہے بنا دیتی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ جلد۴ صفحہ ۳۴۵)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ سورۃ الانفطار کی ان آیات کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

انسان پیدا کیا۔ اَنْعَام میں سے نہیں بنایا۔ تَسْوِیَہ خلق ایسا عمدہ کیا کہ شیر ہاتھی وغیرہ سب کو قابو کرلیتا ہے۔ (یعنی انسان دوسرے جانوروں پر فضیلت رکھتا ہے۔ اور شیر ہاتھی تک کو وہ قابو کرلیتا ہے۔ سرکس میں دکھائے جاتے ہیں شیر اور ہاتھی وغیرہ وہ سب انسان کے قابو آجاتے ہیں) بڑا ہی معتدل المزاج بنایا ہے۔ صورتوں اور آوازوں کی ترکیب ایسی کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کی صورت اور آواز ایک دوسرے سے نہیں ملتی۔ (اور انسان پہچان لیتا ہے) یہ سب اس کی ربوبیت اور کرم ہے (ضمیمہ اخبار بدر قادیان۔ ۶/جون ۱۹۱۲ء)

عموماً خطوں اور ملاقاتوں میں بھی لوگ دعا فرمائیں کا محاورا استعمال کرتے ہیں یہ میں درست کروانا چاہتا ہوں کہ دعا کے ساتھ فرمانے کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت ﷺ سے جو عشق تھا اور جو گہرا ادب تھا اس کی کوئی مثال نہیں ملتی مگر ساری تحریروں میں ایک جگہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خدا سے یہ دعا 'فرمائی'۔ ہمیشہ 'عرض کی' کہا کرتے تھے۔ اور حقیقت یہی ہے کہ اللہ کو 'فرما' کوئی نہیں سکتا، اللہ سے بات عرض ہی کی جاتی ہے۔ اب اس مختصر خطبے کے بعد میں آخری خطبہ پڑھتا ہوں، خطبہ ثانیہ۔

(خطبہ ثانیہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:) آخر پر اپنی صحت کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں میری صحت پہلے سے تو بہت بہتر ہے مگر پھر بھی ابھی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ احباب دعاؤں میں یاد رکھیں۔

قصص باطلہ

(۱)...... یہ قصہ بھی محض باطل ہے کہ ایک دفعہ جبریلؑ آنحضرت ﷺ کے لئے جنت سے وہ کھانا لائے جس سے آپ کی قوت باہ میں بہت ترقی ہوئی۔ اس قسم کے جھوٹے قصوں نے اسلام کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ اصل حقیقت اس کی یہ ہے کہ جبریل نامی کسی طبیب نے محمد نامی ایک بادشاہ کے لئے اس قسم کا کوئی نسخہ تجویز کیا تھا جو اب تک طب یونانی کی کتابوں میں نقل ہوتا چلا آتا ہے۔ لفظی مماثلت کی وجہ سے مترجموں نے یہ ٹھوکر کھائی کہ جبریل سے جبریل فرشتہ اور محمد سے آنحضرت ﷺ سمجھ لئے ورنہ کسی حدیث سے یہ قصہ ثابت نہیں ہوتا۔

(۲)...... یہ روایت بھی بالکل بے بنیاد ہے کہ معراج کی شب کو جب آنحضرت ﷺ یروشلم سے آسمان کی طرف تشریف لے گئے تو بیت المقدس کا پتھر آپ کے ساتھ اوپر گیا۔ یہ سب جھوٹی کہانیاں ہیں جو افسانہ نویسوں نے کتابوں میں بھر دی ہیں ورنہ ان کی اصلیت کچھ بھی نہیں ہے۔

اوّل تو آنحضرت ﷺ کا معراج اس جسم عنصری کے ساتھ نہیں ہوا تھا بلکہ جیسا کہ مفسرین نے آیت ﴿وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِیْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ﴾ کی تفسیر میں لکھا ہے اور جیسا کہ حضرت عائشہؓ کی روایت سے ثابت ہے وہ ایک رؤیا تھی۔ اور پھر یہ ذکر معراج والی حدیث میں صاف مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ حضرت ابراہیم، حضرت عیسیٰ، حضرت یحییٰ وغیرہ علیہم السلام سے ملے۔ اگر یہ رؤیا نہیں تھی تو ملاقات کس طرح ہوئی۔ کیا آنحضرت ﷺ وفات یافتہ لوگوں کے مقام میں داخل ہو کر ان سے ملے تھے یا کہ وہ انبیاء جو قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ کے رو سے جنات خلد میں جاگزیں تھے۔ خلاف وعدہ اپنی جنت سے باہر نکل آئے تھے۔ اور جب خود قرآن کریم کی رو سے بشر رسول آسمان پر نہیں جا سکتا تو یہ خیال کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ بجسدِ عنصری آسمان پر چلے گئے۔ پھر حدیثوں میں پتھر کا کوئی ذکر نہیں۔ محض خانہ زاد کہانی ہے۔ اس پتھر کی نسبت یہ بھی کہانیاں مشہور ہیں کہ اس پر آنحضرت ﷺ کے مبارک قدم مبارک کا نشان لگ گیا تھا اور کہ یہ پتھر اللہ تعالیٰ کا زمینی عرش ہے اور کہ یہ پتھر زمین اور آسمان کے درمیان بغیر کسی چیز کے سہارے کے لٹکا رہتا تھا۔ اور اس پر سب قضاء وقدر آئندہ امور کے متعلق لکھی ہوئی تھی جسے مخفی رکھنے کی غرض سے اس کے اردگرد دیوار چنوائی گئی تاکہ عوام الناس اس سے پڑھ کر اطلاع نہ پاسکیں۔ غرض اس قدر جھوٹے قصے بنا رکھے ہیں کہ کچھ ٹھیک نہیں۔

اس پتھر کی اصلیت صرف اس قدر ہے کہ وہاں کے پہاڑ کا ایک حصہ اوپر سے آگے کو بڑھا ہوا تھا جس کے اوپر یہی آبادی تھی اور نیچے بھی باقی افسانہ نویسوں کی رنگ آمیزیاں ہیں۔ اس سے زیادہ اس کی کچھ حقیقت و اصلیت نہیں ہے۔ اگر وہاں کوئی ایسا پتھر ہوتا تو یہود اسے اپنا معبد کیوں نہ بنا لیتے کیونکہ فتح بیت المقدس سے پہلے یہی لوگ یہاں رہتے تھے۔

(۳)...... اور یہ کہانی بھی سراسر جھوٹی ہے کہ ابوبکرؓ نے ایک مردہ زندہ کیا تھا۔ قرآن کریم شروع سے اخیر تک ایسے قصوں کی بڑے زور سے تردید کرتا ہے۔

(ماخوذ از الفضل قادیان نومبر ۱۹۱۴ء)

حضرت امام حسینؓ کا عالی مقام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ یزید ایک ناپاک طبع دنیا کا کیڑا اور ظالم تھا...... مگر حسین رضی اللہ عنہ طاہر ومطہّر تھا اور بلاشبہ اُن برگزیدوں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کرتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سردارانِ بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلبِ ایمان ہے۔ اور اس امام کا تقویٰ اور محبت اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اُسوہ حسنہ ہے۔ اور ہم اُس معصوم کی ہدایت کی اقتداء کرنے والے ہیں جو اُس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس شخص کا دشمن ہے۔ اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اُس کی محبت ظاہر کرتا ہے اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبتِ الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے جیسا کہ ایک صاف آئینہ ایک خوب صورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو انہی میں سے ہے۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کرسکتی۔ کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی تھی کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اُس کے زمانہ میں محبت کی تا حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت کی جاتی"۔ (فتاویٰ احمدیہ حصہ دوم صفحہ ۴۲)

صدام حسین کی حکومت کے خاتمہ کے بعد عراق کے لئے امریکی منصوبہ بندی کے بعض پہلو

(زبیر خلیل خان - جرمنی)

امریکہ عراق جنگ اب بظاہر ناگزیر لگتی ہے اس جنگ کے دوران عراق میں بڑے پیمانہ پر بمباری اور تباہی ہوگی۔ امریکی منصوبہ سازوں میں آج کل یہ سوال بہت زیادہ گردش کر رہا ہے کہ صدام حسین کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد عراق کی صورتحال کیا ہوگی، حالات کیا رخ اختیار کریں گے اور ان حالات پر قابو کیسے پایا جائے گا۔ بعض ماہرین کے نزدیک مجوزہ جنگ بہت جلد ختم ہو جائے گی لیکن بعد میں پیدا ہونے والے حالات خاصے پیچیدہ ہو جائیں گے اور انہیں سنبھالنا اتنا آسان نہ ہوگا۔ جب کہ بعض دیگر ماہرین کے نزدیک صدام حسین حکومت کا اختتام نہ صرف عراق بلکہ پورے خطہ میں بہتر حالات پیدا کرنے کا موجب بن جائے گا۔ واشنگٹن میں صدام حسین کی حکومت کے خاتمہ کے بعد جن مختلف پہلوؤں پر غور وخوض کیا جا رہا ہے ان کی جھلکیاں قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش کی جارہی ہیں۔

عراق پر حکومت کس کی ہوگی؟

انتظامی معاملات کا گہرا ادراک رکھنے والے امریکی اس امر پر متفق ہیں کہ عراق پر قبضہ کر لینا آسان ہو گا لیکن بعد میں اسے اچھی حالت میں عراقیوں کو واپس کرنا خاصا مشکل ہوگا۔ ایک نقطہ جس پر تمام کا اتفاق ہے یہ ہے کہ ہر قسم کے منصوبوں پر عملدر آمد جنگ کی صورت حال کے مطابق کیا جائے گا۔ اگر تو تمام کام منصوبہ کے مطابق ہوتے رہے تو آسانی رہے گی وگرنہ پھر جیسے حالات پیدا ہوں گے انہی کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ عراق میں حکومتی اختیارات کے معاملہ میں اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ، CIA کے نائب صدر اور محکمہ دفاع کے دفاتر کے مابین خاصے اختلافات ہیں۔ ۲۰ رجنوری کو محکمہ دفاع کی طرف سے موجودہ وزیر دفاع کے دوست ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل Jay Garner کو Office of reconstruction and Humanitarian Assistance کا انچارج مقرر کیا گیا ہے جو کہ جنگ کے بعد وہاں امن اور تعمیر نو کے تمام اقدامات کے لئے ذمہ دار ہوں گے۔ وزارت خارجہ کی طرف سے عراقی معاملات کے ماہر Ryan Crocker کو بغداد میں امریکی سفیر بنائے جانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ تاہم وہ اپنی اس نامزدگی سے خوش نہیں ہیں کیونکہ انہیں علم ہے کہ عراق میں طاقت کے سرچشمے تو وزارت دفاع کے پاس ہونگے۔

امریکی صدر نے عراقی تعمیر نو کے بارہ میں بات کرتے ہوئے جاپان اور جرمنی کی مثال دی تھی۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد جاپان کی تعمیر نو میں امریکی افواج کا عمل دخل سات سال پر محیط ہے جبکہ جرمنی میں یہ دورانیہ چار سال کا ہے۔ اس بیان سے یہ واضح ہے کہ جنگ کے بعد عراق میں حکومت کے معاملات میں امریکی فوج کا بہت زیادہ عمل دخل ہوگا، یعنی مکمل اختیار جنرل ٹامی فرینک (Tommy Frank) کے پاس رہے گا۔ وزارت خارجہ کے تجزیہ کے مطابق تعمیر نو کا کام کئی سالوں تک جاری رہ سکتا ہے اور اس دوران چونکہ تمام اختیارات وزارت دفاع کے پاس ہونگے لہذا وہ خاصے مضطرب ہیں۔

ایک اور تجزیہ کے مطابق جنگ کے خاتمہ پر دو لاکھ امریکی فوجیوں کو کم از کم چھ ماہ کے لئے عراق میں رہنا پڑے گا۔ پھر دو سالوں کے دوران اس تعداد کو حالات کے مطابق بتدریج کم کیا جائے گا۔ بعد ازاں ۹۰ ہزار امریکی فوجی ایک لمبے عرصہ تک عراق میں مقیم رہیں گے۔ شروع کے دنوں میں بھاری امریکی افواج کی ضرورت اس لئے بھی ہوگی کہ عراق کی ساٹھ فیصد آبادی کو خوراک حکومت کی طرف سے مہیا کی جاتی ہے۔ صدام حکومت کے خاتمہ کے بعد عراق کی ۲۵ ملین آبادی کو راشن، پانی، میڈیکل اور دیگر ضروریات مہیا کرنے کے لئے فوج کی مدد درکار ہو گی۔ جنرل فرانک نے اس سلسلہ میں اپنے ہراول دستہ کو پہلے ہی مکمل بریفنگ دے دی ہے۔ اسی طرح عراق میں مقیم کرد، شیعہ اور سنی افراد میں جنگ کو روکنے کے لئے بھی امریکی افواج کی بھاری تعداد درکار ہوگی۔

جنرل گارنر براہ راست جنرل فرانک کے ماتحت ہونگے اور سول انتظامیہ کے تمام امور کی ذمہ داری ان کی ہوگی۔ جنگ ختم ہوتے ہی سول انتظامیہ کو مؤثر کرنے کا پروگرام شروع کر دیا جائے گا۔ عراق کی تمام وزارتوں میں امریکی مشیر مقرر کئے جائیں گے جو کہ جنرل گارنر کو جواب دہ ہوں گے۔ ایک عرب نژاد امریکی جنرل John Abizaid کو اس کے عربی پس منظر کی وجہ سے حال ہی میں ترقی دے کر جنرل فرانک کا ڈپٹی مقرر کیا گیا ہے اور جنگ کے خاتمہ کے بعد حکومتی ذمہ داریوں میں وہ بھی فعال کردار ادا کریں گے۔

عراقی افواج کا مستقبل

امریکی قبضہ کے بعد عراقی افواج کو زیادہ تر خطرات لاحق نہیں ہوں گے۔ تاہم ہمسایہ ممالک کی جارحیت کے خلاف عراقی افواج کی موجودگی ضروری ہے۔ اسی طرح اگر عراقی افواج کو ظالمانہ طریقہ سے ختم کرنے کی سعی کی گئی تو پھر یہ بے روزگار لیکن تجربہ کار فوجی حکومت کے لئے بہت بڑی دردسر بن جائیں گے۔ ایک اور منصوبہ کے مطابق ان عراقی فوجیوں سے پولیس کا کام لیا جانا بھی مقصود ہے۔

صدام حسین کی بعث پارٹی کا مستقبل

امریکہ کے خفیہ اداروں نے صدام حکومت کے وفاداروں کے کوائف اکھٹے کئے ہیں اور ان کو تین درجوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ پہلے درجہ میں سرکردہ عہدیدار، صدر کے انتہائی وفادار اراکین، فوج کے اعلیٰ عہدیدار، سیکورٹی اور صدر کے خاندان کے افراد شامل ہیں۔ ان تمام کو گرفتار کر لیا جائے گا اور ان پر جنگی جرائم کے مقدمات چلا کر انہیں سزائیں دی جائیں گی۔

دوسرے درجہ میں ان لوگوں کو رکھا گیا ہے کہ جن کی وفاداریاں صدام حسین کے ساتھ اتنی گہری نہیں ہیں۔ اور یہ قیاس کیا جا رہا ہے کہ دوران جنگ یہ لوگ اپنی وفاداریاں حکومت سے ختم کر لیں گے۔ ایسے افراد پر ہلکے پھلکے مقدمات بنا کر چھوٹی موٹی سزائیں دینے کے بعد امریکی اپنے ساتھ ملالیں گے۔

تیسرے درجہ میں وہ لوگ شامل ہیں جو نجی طور پر صدام حکومت کے مخالف ہیں۔ جنگ کے بعد ایسے افراد سے بہت زیادہ مدد لی جائے گی اور ملکی معاملات ان کی مدد سے چلائے جائیں گے۔

ایک اطلاع کے مطابق ان تینوں درجات میں اب تک دو ہزار افراد کے کوائف اکٹھے کئے جا چکے ہیں۔

عراقی تیل کا مستقبل

چونکہ دنیا بھر میں یہ تأثر ہے کہ امریکہ عراق پر تیل کی وجہ سے قابض ہونا چاہتا ہے۔ لہذا واشنگٹن حکومت اس معاملے میں بہت محتاط ہے۔ بیان بازی کی حد تک یہ پراپیگنڈا جاری ہے کہ تیل کی دولت سے حاصل ہونے والی آمدنی عراقی تعمیر نو پر خرچ کی جائے گی۔ اور اس جنگ پر اٹھنے والے تمام اخراجات بھی اس مد سے وصول کئے جائیں گے۔

مغربی طرز کی جمہوریت کا عراق میں مستقبل

امریکی منصوبہ سازوں کے سامنے اس وقت سب سے بڑا چیلنج عراق میں مغربی طرز کی جمہوریت کو رائج کرنا ہے۔ عراق کے بارہ میں گہری نظر رکھنے والوں کا خیال ہے کہ شاید یہ ممکن نہ ہو سکے۔ عراقی معاشرہ مختلف قبائل پر مشتمل ہے اور ہر قبیلہ کی اپنی روایات ہیں۔ صدام حسین کے فولادی نظام نے اس معاشرہ کو یکجا رکھا ہوا ہے۔ صدام حسین کے منظر سے ہٹ جانے کے بعد بہت ممکن ہے کہ ان مختلف قبائل میں جنگ چھڑ جائے۔ ہر کوئی اختیارات مانگنے لگ جائے اور ملک ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے۔ مغربی طرز کی جمہوریت چلانے کے لئے ملک میں لیڈر بھی کوئی نہیں ہے۔ سنی، شیعہ اور کُرد ایک دوسرے کے مخالف ہیں اور اگر کسی جلاوطن کو مقرر کیا گیا تو سب اس کے خلاف بھی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بغاوت برپا ہو جائے گی۔

متذکرہ بالا خطرات کے پیش نظر جنرل گارنر نے منصوبہ بنایا ہے کہ وہ فوری طور پر ایک مشاورتی کونسل بنائیں گے۔ اس کونسل میں پچاس فیصد جلاوطن اور پچاس فیصد وہ عراقی شامل ہوں گے جو جنگ کے دوران امریکہ کے ساتھ آن ملیں گے۔ تاہم یہ صرف ایک عارضی نظام ہوگا۔ اسی دوران سیاسی پارٹیوں کو قائم کرنے کی اجازت دی جائے گی اور پھر کوشش کر کے مقامی اور نیشنل سطح کی سیاسی قیادت کو سامنے لایا جائے گا۔ قیادت ابھرنے کے بعد بتدریج حکومت کے معاملات اس قیادت کو سونپ دئے جائیں گے۔ اگر حالات موافقت میں رہتے ہیں تو اس سارے منصوبہ پر دو سال کا عرصہ درکار ہوگا۔

یورپ کے اکثر ممالک امریکہ کے اس منصوبہ سے اتفاق نہیں کرتے۔ اس بارہ میں وہ افغانستان کی مثال پیش کرتے ہیں۔ قبضہ کر لینے کے بعد بھی افغانستان کی صورتحال میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی بلکہ ایسے لگتا ہے جیسے امریکہ اب اس ملک کو فراموش کر چکا ہے۔ ۲۰۰۳ء کے بجٹ میں بُش انتظامیہ نے کانگریس سے افغانستان کی تعمیر نو کے لئے کوئی رقم نہیں مانگی حالانکہ افغانستان سے تعمیر نو کا وعدہ کیا گیا تھا۔

(نوٹ: اس مضمون کی تیاری میں امریکی صحافی Mark Thompson آف واشنگٹن کے مضمون ''زندگی، صدام کے بعد'' سے مدد لی گئی ہے۔ جو کہ انٹرنیٹ میں دیا گیا ہے)

محرم میں کثرت سے درود شریف پڑھیں

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ فرماتے ہیں:

''محرم کے دن شروع ہو چکے ہیں اور اس عرصے میں آنحضرت ﷺ اور آپؐ کی آل پر کثرت سے درود پڑھنا چاہئے۔ مسلسل درود پڑھنا تو انسان کی فطرت ثانیہ ہو جانا چاہئے مگر محرم کے دردناک ایام کے تصور سے درود میں زیادہ درد پیدا ہو جاتا ہے۔ پس اس بات کو نہ بھولیں سفر میں حضر میں جب توفیق ملے، جب ذہن اس طرف فارغ ہو جائے، یعنی درود پڑھنے کے لئے مرکوز ہو سکے اس وقت دل کی گہرائی سے اور محرم کے تصوّر سے دل کے درد کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کی آل پر درود بھیجا کریں''۔ (الفضل ۲۹/جون ۱۹۹۹ء)

F0ZMAN FOODS

A LEADING
BUYING GROUP
FOR GROCERS
AND C.N.T.SHOPS
2- SANDY HILL ROAD
ILFORD, ESSEX

TELEPHONE
0181-553-3611

رات بھر پگھلا دعا میں اشک اس کا وجود ☆ تب کہیں یہ صبح نکلی ہے چمن پہنے ہوئے

احیاءِ اسلام کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تڑپ

(غلام مصباح بلوچ۔ پاکستان)

انیسویں صدی کے آخر میں ایک طرف تو اسلام دوسرے مذاہب کے شدید اور غلیظ الزامات کا سامنا کر رہا تھا تو دوسری طرف خود مسلمانوں کی اخلاقی حالت اس قدر گر چکی تھی کہ جسے دوسروں کے لئے بطور نمونہ پیش کرنا ہی باعث شرم تھا۔ بقول علامہ اقبال ؎

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

اسلام کی اس بے کسی کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح موعود اور مہدی معہود بنا کر مسلمانوں کی بیداری اور ان میں سچی حمیت اور اخلاص پیدا کرنے اور اسلام کو تمام ادیان باطلہ پر غلبہ بخشنے کے لئے مبعوث فرمایا۔ حضور علیہ السلام کا دل ابتدا ہی سے اسلام کی بے کس اور بے بس حالت کے لئے فکر مند تھا اور نوجوانی میں ہی آپ کا محبوب اور مرغوب مشغلہ یہ تھا کہ اپنے وقت کا بیشتر حصہ اس کوفت اور کرب میں گزارتے جو امت محمدیہ کی اعتقادی اور عملی خرابیوں کو دیکھ کر ہوتا تھا اور ایک مضطرب قلب کو لے کر آپ اللہ تعالیٰ کے حضور گرتے اور اس کی استعانت طلب کرتے۔ نہ صرف مسلمانوں کی اندرونی حالت سے صدمہ ہوتا تھا بلکہ جب بیرونی حملوں کو دیکھتے کہ مختلف مذاہب کی طرف سے اسلام کی تعلیم اور حضرت سید ولد آدم ﷺ کی ذات پر جگر خراش اعتراض ہوتے ہیں تو آپ کا اضطراب اور بھی بڑھ جاتا۔ اس ہم و غم کی کیفیت میں کبھی آپ کے دل سے یہ آواز نکلتی ہے ؎

ایں دو فکر دین احمد مغز جان ما گداخت
کثرت اعدائے ملّت قلّت انصار دیں

ترجمہ: کہ اس امّت مسلمہ کی قلّت دیکھ کر اور پھر اس کے مقابل پر دشمنوں کا ایک انبوہ عظیم دیکھ کر ذہن نہایت ہی بے چین ہے۔ کبھی آپ ان الفاظ میں خدا تعالیٰ کے حضور سربسجود ہوتے ہیں ؎

ہر شب ہزار غم بمن آید ز درد قوم
یا رب نجات بخش ازیں روز پُر شرم

ترجمہ: کہ اس قوم کی حالت دیکھ کر میری ہر رات دکھ اور کرب میں گزرتی ہے۔ اے خدا ان کی اس شرمناک حالت سے جلد ہمیں نجات بخش۔

دین احمدؐ کی بے کسی اور تائید و نصرت ربّانی کی تڑپ سے بے قرار ہو کر بارہا اس قسم کی آہ و زاریاں اور دعائیں آپ نے ربّ کریم کے حضور کی ہیں۔

پھر اس شدید تڑپ میں آپ کے دل سے یہ آواز بھی سنائی دیتی ہے۔

مجھ کو دے اک فوق عادت اے خدا جوش و تپش
جس سے ہو جاؤں میں غم میں دیں کے اک دیوانہ وار
وہ لگا دے آگ میرے دل میں ملّت کے لئے
شعلے پہنچیں جس کے ہر دم آسماں تک بے شمار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی نثری تحریرات کا مطالعہ کیا جائے تو وہاں بھی احیاء دین احمد کے لئے آپ کی تڑپ کا ایمان افروز اظہار ملتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

''......اور مجھے اس کی عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے دنیا اور آخرت میں اس سے زیادہ کوئی چیز بھی پیاری نہیں کہ اس کے دین کی عظمت ظاہر ہو، اس کا جلال چمکے اور اس کا بول بالا ہو۔ کسی ابتلا سے اس کے فضل کے ساتھ مجھے خوف نہیں اگرچہ ایک ابتلا نہیں کروڑ ابتلا ہو۔ ابتلاؤں کے میدان میں اور دکھوں کے جنگل میں مجھے طاقت دی گئی ہے ؎

من نہ آنستم کہ روز جنگ بینی پشت من
آن منم کاندر میان خاک و خوں بینی سرے''

(انوار الاسلام روحانی خزائن جلد۹ صفحہ ۲،۳)

پھر آپ اپنی کتاب نجم الہدیٰ میں فرماتے ہیں:۔

''......اور پادریوں نے ہمارے دین کی نسبت کوئی دقیقہ طعن کا اٹھا نہیں رکھا اور ہمارے نبی ﷺ کو گالیاں دیں اور بہتان لگائے اور دشمنی کی...... اور تھوڑی مدّت سے ایک لاکھ کتاب انہوں نے ایسی تالیف کی ہے جس میں ہمارے دین اور رسول اللہ ﷺ کی نسبت بجز گالیوں اور بہتان اور تہمت کے اور کچھ نہیں اور ایسی پلیدی سے وہ تمام کتابیں پُر ہیں کہ ہم ایک نظر بھی ان کو دیکھ نہیں سکتے۔......پس اسلام پر وہ مصیبتیں پڑیں جن کی نظیر پہلے زمانوں میں نہیں ہے۔ پس وہ اس شہر کی طرح ہو گیا جو مسمار ہو جائے اور اس جنگل کی طرح جو وحشیوں سے بھر جائے اور اب ہمارا ملک وہ ملک ہے جس کے باشندے جڑ سے اکھاڑے گئے اور اُن کی تمام جمعیت متفرق ہو گئی۔ اب جس نے رونا ہو اس ملک پر رو دے اور مجھے اسلام کے پہلے آثار پر بہت غم ہوا کہ وہ کیونکر دور ہو گئے اور نیز دنوں پر بھی افسوس ہوا کہ وہ کیسے بدل گئے اور لوگوں نے سیدھی راہ کو چھوڑ دیا......''

(نجم الہدیٰ۔ روحانی خزائن جلد۱۴ صفحہ ۶۴ تا ۶۸)

اپنی کتاب آئینہ کمالات اسلام میں آپ فرماتے ہیں:۔

''......زمانہ کی حالت کو دیکھو اور آپ ہی ایماناً گواہی دو کیا یہ وقت وہی وقت نہیں ہے جس میں الٰہی مددوں کی دینِ اسلام کو ضرورت ہے۔ اس زمانہ میں جو کچھ دینِ اسلام اور رسول کریم ﷺ کی توہین کی گئی اور جس قدر شریعتِ ربّانی پر حملے ہوئے اور جس طور سے ارتداد اور الحاد کا دروازہ کھلا کیا اس کی نظیر کسی دوسرے زمانہ میں بھی مل سکتی ہے؟......اس قدر بدگوئی اور اہانت اور دشنام دہی کی کتابیں نبی کریم ﷺ کے حق میں چھاپی گئیں اور شائع کی گئیں کہ جن کے سننے سے بدن پر لرزہ پڑتا اور دل رو رو کر یہ گواہی دیتا ہے کہ اگر یہ لوگ ہمارے بچوں کو ہماری آنکھوں کے سامنے قتل کرتے اور ہمارے جانی اور دلی عزیزوں کو جو دنیا کے عزیز ہیں ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے اور ہمیں بڑی ذلّت سے جان سے مارتے اور ہمارے تمام اموال پر قبضہ کر لیتے تو واللہ ثم واللہ ہمیں رنج نہ ہوتا اور اس قدر کبھی دل نہ دکھتا جو ان گالیوں اور اس توہین سے جو ہمارے رسول کریمؐ کی گئی، دُکھا''۔

(آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلدنمبر۵ صفحہ ۵۱ تا ۵۲)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا اسلام کے لئے یہ قلبی اظہار صرف قلم تک ہی محدود نہ تھا بلکہ عملاً آپ اس فکر میں بے چین تھے۔ جب بھی کسی دشمن کی طرف سے اسلام پر حملہ ہوتا آپ کا دل غمگین ہو جاتا چنانچہ آپ کے صحابہ نے ایسے نظارے بارہا مشاہدہ کئے۔ حضرت حکیم قطب الدین صاحب بدوملہوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک روایت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''ایک دن حضرت صاحب اندر سے مسجد میں تشریف لائے۔ فرمایا میری قوم نے خدا جانے کیوں اس قدر سختیاں مجھ پر روا رکھی ہیں طرح طرح پر ایذا دیتے ہیں۔ اُدھر یہ حال ہے کہ غیر قوموں کے اسلام اور بانیٔ اسلام پر زور شور سے حملے ہو رہے ہیں۔ اُس طرف ان کا قطعاً خیال نہیں اور مجھے ایذا رسانی کے درپے ہوتے ہیں۔ آج ایک پادری کا خط آیا ہے جس میں میں نے پڑھا تو میرا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں نے اچھی طرح پڑھا بھی نہیں کیونکہ مجھے بہت رونا آیا کہ مسلمانوں کی کیا حالت ہو گئی وہ کیوں رسول کریمؐ کی عزت کی پرواہ نہیں کرتے۔ یہ پادری لوگ کیسے بیباکانہ حملے آپؐ پر کرتے ہیں اور عجیب مسلمان ہیں کہ وہ میرے درپۓ آزار ہیں اور انہیں رسالتمآبؐ کی عزّت کا فکر نہیں ہے''۔

(سیرت احمد صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۰ از حضرت قدرت اللہ سنوریؓ مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۱۹۶۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہمیشہ یہی کوشش ہوتی تھی کہ اسلام پر ہونے والے اعتراضات میں سے کوئی ایسا نہ رہے جس کا جواب نہ دیا گیا ہو۔ اس قسم کے اعتراضات کے جوابات دینے سے آپ اپنی طبیعت میں سکون اور قرار محسوس کرتے تھے۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:۔

''لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سر درد کا دورہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس قدر سخت ہوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہو گئی تھی آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے سے میرے بدن میں گرمی آ جائے گی اور دورہ موقوف ہو جائے گا۔

میں نے عرض کی کہ حضور اس وقت تو مجھے کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔ فرمایا: آنحضرت ﷺ کی نعت میں کچھ اشعار آپ کو یاد ہوں تو پڑھیں۔ میں نے براہین احمدیہ کی نظم ''اے خدا اے چارۂ آزار ما'' خوش الحانی سے پڑھنی شروع کی اور آپؑ کے بدن میں گرمی آنی شروع ہو گئی۔ پھر آپ لیٹے رہے اور سنتے رہے۔ پھر مجھے ایک اعتراض یاد آ گیا...... جب میں نے یہ اعتراضات سنائے تو حضور کو جوش آ گیا اور فوراً بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی اور بہت سے لوگ بھی آ گئے اور دورہ ہٹ گیا''۔ (اصحاب احمد جلد چہارم صفحہ ۹۱ از ملک صلاح الدین صاحب ایم اے۔ طاہر اکیڈمی لاہور)

حضرت میاں جمال الدین صاحب سیکھوانی رضی اللہ عنہ (یکے از ۳۱۳ صحابہ) بیان فرماتے ہیں:۔

''......میں ایک دفعہ عالم پور کوٹلہ کی طرف سے آ رہا تھا......تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام بعض اپنے اور دوستوں کے ساتھ سیر کرتے ہوئے تشریف لا رہے تھے۔ میں نے آگے بڑھ کر السلام علیکم عرض کیا اور آپ کے نصائح سننے میں محو ہو گیا۔ میرے ساتھ چند اور دوست بھی تھے۔ حضور کی تقریر ختم ہونے کے بعد میں نے عرض کیا کہ حضور دعا کریں کہ اللہ حضرت امام مہدی کو جلد نازل فرما دے (یہ حضور کے دعویٰ سے پہلے کی بات ہے) حضور نے اس کے جواب میں فرمایا ہمیں تو اس وقت اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم ان اعتراضات کو دور کریں جو مخالفین کی طرف سے اسلام پر ہو رہے ہیں''۔ (رجسٹر روایات صحابہ نمبر ۱۰ صفحہ ۳۶۵)

حضرت بابو برکت علی صاحب جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ گجرات کی روایت ہے:۔

''......میں نے حکیم حسام الدین صاحب سیالکوٹ سے دریافت کیا کہ آپ باوجود اتنے مغلوب الغضب ہونے کے جبکہ آپ کی یہ حالت ہے کہ آپ کسی کی بات بھی نہیں سن سکتے تو آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کیسے مان لیا۔ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے بات تو معقول کی ہے۔ میں تو کبھی بھی نہ مانتا اگر میں ان کے چال چلن سے پوری طرح واقف نہ ہوتا کیونکہ جبکہ حضرت مرزا صاحب سیالکوٹ میں ملازم تھے اور اس وقت آپ عالمِ شباب میں تھے تو میں نے اُس وقت آپ کو دیکھا کہ آپ سوائے کچہری کے اوقات کے ہر وقت عبادت میں رہتے تھے اور کوئی ایک آیت قرآن مجید کی سامنے لٹکا لیتے تھے۔ میں اکثر آپ کے پاس آیا جایا کرتا تھا جب آتا تو کوئی نہ کوئی آیت سامنے لکھ کر لٹکائی ہوتی تھی۔ آخر میں نے ایک دن دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ میں مختلف اوقات میں مختلف آیات کو لٹکی ہوئی دیکھتا ہوں۔ ایک وقت میں ایک آیت ہے اور دوسرے وقت میں اس کی جگہ دوسری یہ کیا تماشا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ تجھے اس سے کیا۔......آخر میں نے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ اسلام اور آنحضرت ﷺ پر دس ہزار اعتراض ہوا ہے۔ تو میں نے کہا کہ کیا ہوا آپ کو اس سے کیا غرض؟ اگر دشمنانِ اسلام نے اعتراض کیے ہیں تو وہ مولوی جانیں آپ کو اس سے کیا غرض؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں تو برداشت نہیں کر سکتا۔ تو میں نے کہا پھر آپ کیا کرتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں وہ آیات جن پر مخالفین نے اعتراضات کئے ہیں اُن میں سے ایک ایک آیت کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ جب تک اس کا جواب نہیں ملتا تب تک اسے نہیں چھوڑتا۔ جب اس کا جواب مل جاتا ہے تو دوسری آیت لٹکا دیتا ہوں۔ پس جتنا عرصہ وہ سیالکوٹ میں رہے ہیں اسی طرح کرتے رہے۔ پھر جب آپ سیالکوٹ سے چلے

گئے اور دعویٰ کیا تو اس وقت میں نے آپ کو مان لیا اس لئے کہ آپ کی جوانی کی زندگی بالکل پاک تھی اور قرآن مجید خدا سے سیکھا تھا"۔

(الحکم ۲۸؍جولائی ۱۹۳۸ء صفحہ ۳ کالم ۱،۲)

اسی طرح حضرت شیخ غلام حسین صاحب لودھیانوی رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں:۔

"......مولوی فتح دین صاحب سیالکوٹی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس ایک مرتبہ حاضر ہوا۔ یہ نہایت ابتدائی زمانہ کی بات ہے۔ میں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام ایک ہی کمرے میں سو گئے۔ آدھی رات میری آنکھ کھلی تو عجیب نظارہ میں نے دیکھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام شدّتِ درد کی وجہ سے ماہیٔ بے آب کی طرح تڑپ رہے ہیں میں سخت ڈرا کہ یہ کیا معاملہ ہے۔ میں نے جرأت نہ کی کہ حضور کو مخاطب کرسکوں۔ حضور ایک کونے سے دوسرے کونے کی طرف لوٹتے ہوئے چلے جاتے اور پھر اسی طرح واپس آجاتے ہیں۔ میں نے سمجھا کہ شاید درد گردہ کا دورہ ہے۔ تھوڑی دیر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر سکون کی حالت طاری ہوئی اور میں بھی خاموش ہوکر سو رہا۔ صبح میں نے حضور سے ذکر کیا کہ حضور میری آنکھوں نے رات ایسا نظارہ دیکھا حضور کو کچھ تکلیف تھی۔ حضور کچھ عرصہ خاموش رہے پھر فرمایا میاں فتح دین! تم اس وقت جاگ رہے تھے۔ میں جس وقت نماز کے لئے اٹھا تو اس وقت تو تم سو رہے تھے اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری اس کیفیت کو دیکھے جو درد کی وجہ سے مجھ پر طاری ہوجاتی ہے اب تم نے دیکھ لیا ہے تو مجھے بتلانا پڑا ہے اصل بات یہ ہے کہ جب اسلام کی خستہ حالی اور پریشانی کا خیال مجھے آتا ہے تو میں بیقرار ہوجاتا ہوں اور میرے پر درد کی حالت طاری ہوجاتی ہے"۔ (رجسٹر روایات صحابہ جلد ۱۳ صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵)

جب خدا تعالیٰ نے آپ کو الہاماً حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی وفات کی اطلاع دی تو اس کے بعد آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مسیح کی موت میں اسلام کی زندگی ہے چاہے مسیح کی موت مان لو چاہے اسلام کی موت قبول کرلو۔ اس وقت مسیح کی خدائی زور پکڑ رہی ہے۔ مسیح کو مرنے دو تا اسلام زندہ ہو۔ چنانچہ آپؑ اس حقیقت کے لئے مختلف قسم کے دلائل دنیا کے سامنے پیش کرتے تھے جب بھی وفات مسیح کا کوئی ثبوت ذہن میں آتا تو بہت خوش ہوتے کیونکہ اس میں صرف عیسائیت کے بطلان کا ثبوت نہیں تھا بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اسلام کی صداقت کا بھی نشان تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں:۔

"حضرت مسیح موعودؑ کو ایک خیال ہر وقت رہتا تھا کہ وفاتِ مسیح پر طرح طرح کے دلائل ہوں تا کہ دنیا کو کامل یقین وفاتِ مسیح پر ہوجائے۔ ایک دفعہ رات کے بارہ بجے حضرت صاحب اندر پلنگ پر سے اُٹھ کر باہر صحن میں آئے اور کسی سے ذکر کیا کہ دیکھو یہ دلیل وفاتِ مسیح اور ہمیں ابھی اللہ تعالیٰ نے سمجھائی ہے۔ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ فرماتے تھے کہ میں قریب کے چوبارہ میں تھا میں نے جب حضرت کو یہ ذکر کرتے سنا میں نے خیال کیا، اللہ اللہ اس شخص کو کس قدر دین کا فکر ہے رات کے بارہ بجے ایک دلیل سینہ میں آئی اور اس وقت چاہا کہ اس کو دوسروں تک پہنچاؤں۔

حضرت ام المومنینؓ نے کہا آپ رات کو بارہ بجے دلیل وفاتِ مسیح سناتے ہیں صبح کو سناویں۔ آپ نے فرمایا نہیں معلوم صبح تک کیا ہو دیکھو تو سہی یہ کیا عمدہ دلیل وفاتِ مسیح پر ہے"۔ (سیرت احمد صفحہ ۱۲،۱۳۔ از حضرت قدرت اللہ سنوری صاحب رضی اللہ عنہ)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا کتنا درخشاں پہلو ہے کہ آپ کی زندگی میں بچپن اور شباب سے اپنی ماموریت کے اعلان تک ایک نہ تھمنے والا طوفان اشک غمِ ملت میں اٹھتا ہوا نظر آتا ہے۔ کوئی دعائیں اس وقت اپنی ذات یا اپنے عزیزوں وغیرہ کے لئے نہیں بلکہ اسلام کے غلبہ اور آنحضرت ﷺ کے اتمام نور کے لئے تھیں اور وہ مجیب الدعوات خدا بھی آپ کے اس اضطراب اور قلق کو دیکھ کر آپ کو تسلیاں دیتا ہے اور آپ کو یقین دلایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں کی تجلّی اور نورِ محمدی کے ظہور کا وقت آپہنچا ہے۔ آپؑ اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں:۔

"اگر اس عاجز کی فریادیں رب العرش تک پہنچ گئی ہیں تو وہ زمانہ کچھ دور نہیں جو نورِ محمدی ﷺ اس زمانہ کے اندھوں پر ظاہر ہو اور الٰہی طاقتیں اپنے عجائبات دکھلاویں"۔ (مکتوبات احمدیہ جلد اوّل صفحہ ۵۔ مکتوب نمبر ۴ بنام میر عباس علی صاحب لدھیانوی)

جلد ہی دنیا نے یہ نظارہ دیکھا کہ آپ کی دعائیں حضرت رب العزت کے عرش تک پہنچیں اور اسلام کا سورج دوبارہ دنیا میں روشن ہوا اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی صداقت کی شعاعیں ایک نئی شان کے ساتھ چمکنا شروع ہوئیں اور آج وہ شعاعیں دنیا کے کونے کونے میں باعث ہدایت ونجات بنی ہوئی ہیں اور کروڑوں سعید روحیں اس نور محمدیؐ کی شعاعوں سے حقیقی زندگی کا سامان پارہی ہیں لیکن نہایت ہی بدقسمت ہیں وہ جو اس آفتابِ صداقت کے ہوتے ہوئے بھی آنکھیں بند رکھے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ اندھیرا ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام دنیا کو راہِ راست کی طرف دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"میں اس جگہ ایک اور پیغام بھی خلق اللہ کو عموماً اور اپنے بھائی مسلمانوں کو خصوصاً پہنچاتا ہوں کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ حق کے طالب ہیں وہ سچا ایمان اور سچی ایمانی پاکیزگی اور محبت مولیٰ کا راہ سیکھنے کے لئے اور گندی زیست اور کاہلانہ اور غدّارانہ زندگی کے چھوڑنے کے لئے مجھ سے بیعت کریں۔ پس جو لوگ اپنے نفسوں میں کسی قدر یہ طاقت پاتے ہیں انہیں لازم ہے کہ میری طرف آویں کہ میں ان کا غمخوار ہوں گا اور ان کا بار ہلکا کرنے کے لئے کوشش کروں گا اور خدا تعالیٰ میری دعا اور میری توجہ میں اُن کے لئے برکت دے گا بشرطیکہ وہ ربّانی شرائط پر چلنے کے لئے بدل وجان طیار ہوں گے۔ یہ ربّانی حکم ہے جو آج میں نے پہنچا دیا ہے......"۔ (سبز اشتہار۔ روحانی خزائن جلد نمبر ۲ صفحہ ۴۷۰)

دنیائے طب

(ڈاکٹر شبیر احمد بھٹی)

عورتوں میں دل کی بیماری

مردوں کی نسبت عورتوں میں دل کی بیماری (جو خون کی شریانوں سے تعلق رکھتی ہے جسے ہارٹ اٹیک یا انجائنا کہا جاتا ہے) کم پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ عورتوں کے جوانی کے ایام میں جب حیض ابھی بند نہیں ہوئے ہوتے ان کے جسم میں جو ہارمون پیدا ہوتے ہیں وہ اس امر میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ حیض بند ہوجانے کے بعد مردوں اور عورتوں میں دل کی بیماریوں کی شرح تقریباً برابر ہوجاتی ہے۔ یہ بات آجکل مانی جاتی ہے کہ کولیسٹرول کا دل کی بیماری سے براہ راست تعلق ہے۔ کولیسٹرول کے دو اجزا ہیں۔ ایک کو HDL کہتے ہیں اور دوسرے کو LDL۔ خون میں HDL زیادہ ہو تو وہ ہارٹ اٹیک سے بچاتا ہے جبکہ LDL کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے۔ عورتوں میں حیض بند ہونے سے قبل LDL کی مقدار مردوں کی نسبت ہمیشہ کم ہوتی ہے اور HDL کی مقدار زیادہ اور یہ کیفیت مردوں کی نسبت ساری عمر برقرار رہتی ہے۔ اس کے علاوہ عورتوں میں کولیسٹرول کا ہونا اتنا مضرّ نہیں جتنا کہ مردوں میں کیونکہ عورتوں میں قدرتی طور پر اس معاملہ میں مدافعت زیادہ پائی جاتی ہے۔

چھاتیوں کا کینسر اور انڈے

انڈے کی زردی میں کولیسٹرول زیادہ ہوتا ہے اور دل کے مریضون کے لئے اسے مضرّ سمجھا جاتا ہے لیکن ایک چیز اگر کسی ایک بات کے لئے مضرّ ہے تو کسی اور کے لئے فائدہ مند بھی۔ امریکہ میں حال ہی میں کچھ محققین نے یہ حیرت انگیز انکشاف کیا کہ اگر بارہ سے اٹھارہ سال تک کی لڑکیوں نے باقاعدگی سے اپنی غذا میں انڈے کھائے ہوئے ہوں تو وہ آئندہ زندگی میں چھاتیوں کے کینسر سے نسبتاً محفوظ رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی غذائیں جن میں گوشت کی چربی کم اور سبزیاں زیادہ ہیں وہ بھی چھاتیوں کا کینسر ہونے سے روکتی ہیں۔ یہ انکشاف امریکہ میں ایک لاکھ بیس ہزار عورتوں سے انٹرویو لینے کے بعد سامنے آیا۔ اس تحقیق سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو عورتیں غریب ممالک سے آئی تھیں کیونکہ وہ زیادہ تر اوپر بتائی ہوئی غذا کی عادی تھیں اس لئے وہ چھاتیوں کے کینسر سے قدرے محفوظ رہیں۔ لیکن ان کی اولادیں جو امریکہ میں پل رہی ہیں اور وہاں کی مرغن غذاؤں کی عادی ہورہی ہیں ان میں یہ حفاظتی پہلو ختم ہوتا جارہا ہے۔ واضح ہو کہ انڈے میں حفاظتی پہلو کولیسٹرول نہیں بلکہ اس میں موجود مختلف وٹامن، Minerals اور Amino acid ہے۔ چونکہ یہ ابتدائی تحقیق ہے اس لئے مزید تحقیق کی ضرورت ہے اور قارئین کو چاہئے کہ غیر ضروری طور پر غذا کو تبدیل نہ کریں۔ برطانیہ کے ایک ادارہ Break Through Breast Cancer کے ایک ترجمان نے اس تحقیق پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ ہمارا مشورہ ہے کہ عورتیں ایک صحت بخش اور معتدل غذا کا استعمال جاری رکھیں۔ (جس سے مراد یہ ہے کہ دھڑا دھڑ بچوں کو انڈے نہ کھلانا شروع کردیں۔)

پراسٹیٹ کا سرطان

Prostate Cancer

پراسٹیٹ صرف مردوں ہی میں پایا جاتا ہے اور عمر کے ساتھ اس کے سرطان کا امکان بڑھتا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ۹۰ سالہ مردوں میں اس کی شرح ۹۰ فیصد بتائی جاتی ہے۔ ایشیائی ملکوں میں اس کی شرح سب سے کم ہے اور امریکہ میں سب سے زیادہ۔ لیکن جب ایشیائی احباب امریکہ میں ہجرت کرجاتے ہیں تو پھر ان میں بھی یہ بیماری کی شرح بڑھ کر امریکیوں کے برابر ہوجاتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ آب وہوا اور ماحول کا اثر ہے۔ گو اس پر تحقیق جاری ہے لیکن فی الحال یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ پراسٹیٹ کے سرطان کی وجہ صرف ماحول اور آب وہوا ہے یا کچھ اور۔

بچوں میں کان کا درد

والدین کو خوب علم ہوگا کہ چھوٹی عمر میں تقریباً ہر بچہ کو کسی نہ کسی وقت کان کا درد اٹھتا ہے۔ کچھ سال پہلے تک جب ڈاکٹر صاحبان کان کا معائنہ کرتے تھے تو کان کے پردہ میں ورم یا سوزش کو دیکھ کر انٹی بائیوٹک دیا کرتے تھے۔ اس طرح کئی بچوں کو اس قدر انٹی بائیوٹک دی جاتی تھی کہ لگتا تھا وہ اسی پر پل رہے ہیں۔ لیکن حالیہ تحقیق کے نتیجہ میں یہ بات ظاہر ہوئی کہ سوزش اور درد کی وجہ اکثر بچوں میں Virus تھی جہاں انٹی بائیوٹک کام ہی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اب Scottish Intercollegiate Guidline Network یعنی SIGN کی طرف سے کچھ ہدایات موصول ہوئی ہیں۔ اس ادارہ کی ہدایات کو کم ازکم برطانیہ میں بہت عزت واحترام سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ یہ حقائق پر مبنی ہوتی ہیں۔ ان ہدایات کے مطابق کان میں سوزش اور ورم سے درد کو سوائے درد کشا دوائی کے (جیسے پیراسیٹا مول، ایڈول (ADVIL) ٹائی لینول (TYLENOL) وغیرہ) کسی اور دوا سے علاج نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ بیماری محدود وقت کے لئے آتی ہے اور اپنی میعاد کو پہنچ کر خود بخود ٹھیک ہوجاتی ہے۔ ہاں جن بچوں کو چھ ماہ کے عرصہ میں کم ازکم چار بار یہ درد ہو انہیں ہسپتال سپیشلسٹ کے پاس بھجوا دینا چاہئے۔ اس کے علاوہ تین سال سے زیادہ عمر کے بچوں کو اگر یہ انفیکشن ہورہی ہے اور سماعت پر بھی اثر پڑرہا ہے تو انہیں بھی سپیشلسٹ کے پاس بھیج دینا چاہئے۔

بعثت مسیح موعودؑ اور قیام جماعت کے عظیم الشان مقاصد

(ظہور احمد بشیر۔لندن)

جب بھی دنیا میں گمراہی کا دور دورہ ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ کسی مصلح کو کھڑا کرتا ہے جو اپنی خدا داد صلاحیت سے دنیا کو ایک دفعہ پھر تاریکی سے نکال کر امن کا گہوارہ بنا دیتا ہے۔جس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اس وقت زمانے کی حالت بعینہٖ ظہور اسلام سے قبل کا نقشہ پیش کررہی تھی۔ یورپ کا ایک مفکر سیاح مارس انڈس اسلامی ملکوں کی سیاحت کے بعد ''ایک مستقبل کی تلاش میں'' کے عنوان پر عرب ممالک کے متعلق اپنے تأثرات بایں الفاظ بیان کرتا ہے: ''......عرب قوم نے جن اعلیٰ ذہنی صلاحیتوں اور قوتوں کا ثبوت اس زمانے میں دیا وہ صلاحیتیں اور قوتیں عرب دماغ میں آج بھی ہونی چاہئیں۔آج عرب دنیا سوئی ہوئی ہے اسے کسی محمدؐ کی ضرورت ہے جو اسے نیا الہام دے کر حرکت میں لے آئے''۔(بحوالہ رسالہ ''نگار'' (بھارت) جنوری،فروری ۱۹۵۱ء صفحہ ۷۲ وصفحہ۱۱۰)

یہی رسالہ ''نگار'' لکھتا ہے:۔

''موجودہ زمانے میں انسانیت کے گم کردہ راہ قافلے نے جس طرح اللہ کے برگزیدوں اور فرستادوں کی تعلیمات کو یکسر فراموش کردیا ہے اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں نہیں مل سکتی۔ ہندومت،عیسائیت، بدھ اور یہودیت کے علمبردار اس بارے میں متفق ہیں کہ خدا تعالیٰ کے احکام کو پس پشت ڈالنے کے بعد دنیا کے بسنے والے لوگ اب ضلالت اور گمراہی کی اتھاہ گہرائیوں میں گر چکے ہیں، ظلمتیں مسلط ہیں اور روشنی کی کوئی کرن نظر نہیں آتی اور بالخصوص عالم اسلام آج سے نہیں اٹھارہ صدی عیسوی سے مسلسل اور پیہم چیخ پکار کررہا ہے اور مسلم قوم کی حالت زار پر نوحہ کناں ہے۔ عوام سے لے کر علماء تک کے سب ہی طبقے خواہ ان کا تعلق کسی مکتبِ خیال سے ہو وہ خطابت کے جری ہوں یا قلم کے شہسوار، تصوف کے پرستار ہوں یا علمِ کلام کے شیدائی، علماء ہوں یا سیاسی لیڈر، بےنوا فقیر ہوں یا کجکلاہ بادشاہ بلاتفریق امتِ مرحومہ کے مرثیہ خواں نظر آتے ہیں اور بزبان حال وقال کہہ رہے ہیں کہ جو تاریکی چھٹی صدی عیسوی میں جہالت نے پھیلائی تھی جبکہ اسلام کا ظہور ہورہا تھا ویسی ہی تاریکی اور ظلمت آج پھر پوری شدت سے عود کر آئی ہے۔ اخلاق و تمدّن، معیشت واقتصاد اور عقائد و روحانیت کا کوئی ایسا خوفناک مرض نہیں جس نے خود مسلمانوں کے قومی جسم کو مضمحل نہ کردیا ہو''۔(بحوالہ رسالہ 'نگار' بھارت جنوری،فروری ۱۹۵۱ء صفحہ ۷۲،صفحہ۱۱۰)

لوتھرپ سٹاڈرڈ (Loth Rop Stoddard) اٹھارہویں صدی عیسوی میں دنیائے اسلام کا نقشہ کھینچتے ہوئے لکھتا ہے:

''مذہب بھی دیگر امور کی طرح پستی میں تھا۔تصوف کے طفلانہ توہمات نے خالص اسلامی توحید پر پردہ ڈال دیا تھا۔ مسجدیں ویران اور سنسان پڑی تھیں۔ جاہل عوام ان سے بھاگتے تھے اور تعویذ گنڈے میں پھنس کر فقیروں اور دیوانے درویشوں پر اعتقاد رکھتے تھے اور ان بزرگوں کے مزاروں پر زیارت کو جاتے جن کی پرستش بارگاہ ایزدی میں شفیع اور ولی کے طور پر کی جاتی......قرآن مجید کی تعلیم نہ صرف پس پشت ڈال دی گئی بلکہ اس کی خلاف ورزی بھی کی جاتی تھی...... یہاں تک کہ مقامات مقدسہ بداعمالیوں کے مرکز بن گئے تھے۔فی الجملہ اسلام کی جان نکل چکی تھی......اگر حضرت محمد ﷺ پھر دنیا میں آتے تو وہ اپنے پیروؤں کے ارتداد اور بت پرستی پر بیزاری کا اظہار فرماتے''۔

(The New World of Islam P.25,26 New York Charbs Ceribner son.1921)

اللہ تعالیٰ نے اسلامی دنیا کی زہرہ گداز اور دردانگیز کس مپرسی کے اس دور میں مسیح موعود علیہ السلام کو بذریعہ رؤیا خبردی کہ:

''عنایت الٰہیہ مسلمانوں کی اصلاح اور ترقی کی طرف متوجہ ہے اور یقین کامل ہے کہ اس قوت ایمان اور اخلاص اور توکل کو جو مسلمانوں کو فراموش ہوگئے ہیں پھر خداوند کریم یاد دلائے گا اور بہتوں کو اپنے خاص برکات سے متمتع کرے گا کہ ہر یک برکت ظاہری اور باطنی اسی کے ہاتھ میں ہے''۔

(مکتوبات احمد جلداوّل صفحہ۱۹۔۲۰)

چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

''اے بندگان خدا آپ لوگ جانتے ہیں کہ جب امساک باراں ہوتا ہے اور ایک مدت تک مینہ نہیں برستا تو اس کا آخری نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئیں بھی خشک ہونے شروع ہوجاتے ہیں۔پس جس طرح جسمانی طور پر آسمانی پانی بھی زمین کے پانیوں میں جوش پیدا کرتا ہے اسی طرح روحانی طور پر جو آسمانی پانی ہے (یعنی خدا کی وحی) وہ سفلی عقلوں کو تازگی بخشتا ہے۔سو یہ زمانہ بھی اس روحانی پانی کا محتاج تھا۔

میں اپنے دعویٰ کی نسبت اس قدر بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں عین ضرورت کے وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں جبکہ اس زمانے میں بہتوں نے یہود کا رنگ پکڑا اور نہ صرف تقویٰ اور طہارت کو چھوڑا بلکہ ان یہود کی طرح جو حضرت عیسیٰ کے وقت تھے سچائی کے دشمن ہوگئے۔تب بالمقابل خدا نے میرا نام مسیح رکھ دیا۔نہ صرف یہ کہ میں اس زمانہ کے لوگوں کو اپنی طرف بلاتا ہوں بلکہ خود زمانے نے مجھے بلایا ہے''۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم مطبوعہ ۱۹۰۸ء و پیغام صلح مطبوعہ ۱۹۰۸ء)

دعویٰ ماموریت اور جماعت کی بنیاد

سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کو ۱۸۸۲ء میں ماموریت کے پہلا الہام ہوا اس کے بعد اگلے سال ہی آپ کو الہامات میں مسیح موعود، نبی اور نذیر کے نام سے یاد کیا گیا۔ یہ صورت مسلسل کئی سال تک جاری رہی اس دوران میں آپ سے باصرار درخواست کی گئی کہ جب آپ مجدد وقت ہیں تو اپنے دست مبارک پر ہمیں بیعت کا شرف بخشیں۔لیکن آپ نے یہی جواب دیا میں اذن الٰہی کے بغیر کوئی قدم اٹھانے کو تیار نہیں ہوں۔پھر جب خدا کا حکم آگیا تب بیعت کی اجازت دی۔(الحکم ۱۷/اگست ۱۸۹۹ء صفحہ ۶ کالم نمبر ۲)

چنانچہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء میں آپ کو اللہ کی طرف سے بیعت لینے کا ارشاد ہوا۔چنانچہ آپ نے ایک اشتہار کے ذریعہ بیعت لینے کا اعلان فرمایا۔۱۲/جنوری ۱۸۸۹ء کو ایک اشتہار بعنوان ''تکمیل تبلیغ وگزارش ضروری'' شائع فرمایا۔اس اشتہار میں آپ نے دس شرائط بیعت تحریر فرمائیں جو جماعت احمدیہ میں داخل ہونے کے لئے بنیادی حیثیت رکھتی ہیں۔

بعدازاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام قادیان سے لدھیانہ تشریف لے گئے اور حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلّہ جدید میں قیام پذیر ہوگئے۔ یہاں سے آپ نے ۴/مارچ ۱۸۸۹ء کو ایک اشتہار جاری فرمایا جس میں آپ نے بیعت کی اغراض ومقاصد کا ذکر فرمایا۔اسی اشتہار میں آپ نے بیعت کرنے کے لئے احباب کو ہدایت فرمائی کہ ۲۰/مارچ کے بعد لدھیانہ پہنچ جائیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کئی عقیدتمند اس گھڑی کا انتظار کررہے تھے کہ حضور کب ان کی بیعت لے کر انہیں اپنے حلقۂ ارادت میں شامل کریں گے۔ چنانچہ حضرت صاحب کے اشتہار پہنچنے کے بعد ہندوستان کے طول وعرض سے مخلصین لدھیانہ پہنچنے شروع ہوگئے۔

حضرت منشی عبداللہ سنوری صاحب جو کہ حضرت بانئ سلسلہ احمدیہ کے قدیم صحابہ میں سے ہیں انہیں سفر ہوشیار پور میں بھی حضرت اقدسؑ کی معیت کا شرف حاصل ہوا اور بھی کئی نشانات کے گواہ ہیں ان کی روایت کے مطابق بیعت اولیٰ کا آغاز ۲۰/رجب ۱۳۰۶ھ بمطابق ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء حضرت صوفی احمد جان صاحب کے مکان واقع محلّہ جدید میں ہوا اور وہیں رجسٹر بیعت تیار ہوا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف سلسلہ احمدیہ میں فرماتے ہیں:۔

''پہلے دن جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے لدھیانہ میں سلسلہ بیعت شروع فرمایا تو آپ کے ہاتھ پر چالیس آدمیوں نے بیعت کی تھی۔ یہ مارچ ۱۸۸۹ء کا واقعہ ہے یہ چالیس احباب قریباً سارے کے سارے وہ لوگ تھے جو ایک عرصہ سے آپ کے اثر کے ماتحت آکر آپ کی صداقت اور روحانی کمال کے قائل ہوچکے تھے۔اس کے بعد بیعت کا سلسلہ آہستہ آہستہ جاری رہا حتی کہ ان اصحاب کی فہرست سے جو آپ نے ۱۸۹۶ء کے آخر پر تیار کی،معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں معروف بیعت کنندگان کی تعداد ۳۱۳ تھی۔ اس فہرست میں استثنائی صورتوں کو چھوڑ کر عورتوں اور بچوں کے نام شامل نہیں تھے اور نہ ہی غیر معروف احمدیوں کے نام شامل تھے جنہیں ملا کر اس وقت تک یعنی ۱۸۹۶ء کے آخر تک جماعت احمدیہ کی مجموعی تعداد ڈیڑھ،دو ہزار سمجھی جاسکتی ہے۔

اسلام کی فدائی جماعت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

اس جگہ میں اس بات کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا'' کہ خدا تعالیٰ کے فضل وکرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا۔میرے ساتھ تعلقِ اخوّت پکڑنے والے اور اس سلسلے میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں۔نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں''۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید فرماتے ہیں:۔

''بعض تم میں سے ایسے بھی صادق ہیں جنہوں نے کسی نشان کی اپنے لئے ضرورت نہیں سمجھی گو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ان کو سینکڑوں نشان دکھا دیئے۔لیکن اگر ایک بھی نشان نہ ہوتا تب بھی مجھے صادق یقین کرتے اور میرے ساتھ تھے۔ چنانچہ مولوی نورالدین صاحب کسی نشان کے طالب نہ ہوئے۔انہوں نے سنتے ہی آمنّا کہہ دیا اور فاروقی ہوکر صدیقی عمل کرلیا''۔

(الحکم جلد۶ نمبر۴۲ صفحہ ۱ پرچہ ۲۴ نومبر ۱۹۰۲ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جماعت قائم فرمائی وہ اپنی ذات میں ایک منفرد جماعت تھی اس بات کا اعتراف غیروں نے بھی برملا طور پر جابجا کیا ہے۔

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لے کر اب تک تمام ادوار میں نہایت کامیابی کے ساتھ دنیا بھر میں تبلیغ کرنے کی توفیق عطا فرما رہا ہے۔برصغیر ہندو پاکستان کے ایک مسلم لیڈر جناب محی الدین غازی لکھتے ہیں:۔

''یورپ وامریکہ کی مذہب سے بیزار اور اسلام کی حریف دنیا میں علم تبلیغ بلند کرنے کی کسی عالم دین یا

کسی علمی ادارے کو توفیق نہیں ہوئی۔ اگر علم تبلیغ ہاتھ میں لے کر اٹھا تو وہ بھی...... قادیانی فرقہ تھا

کامل اس فرقہ زہاد سے اٹھا نہ کوئی
کچھ ہوئے بھی تو یہی رند قدح خوار ہوئے

اس جماعت نے تبلیغی مقاصد کے لئے پہلے اسی سنگلاخ زمین کو چنا اور یورپ وامریکہ کا رخ کیا اور ان کے سامنے اسلام کو اصلی وسادہ صورت میں اور اس کے اصولوں کو ایسی قابل قبول شکل میں پیش کیا کہ ان ممالک کے ہزار ہا افراد و خاندان دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے اور یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا کا سماں آنکھوں میں پھر گیا''۔ (''تأثرات'' مرتبہ اے آر انجم جرنلسٹ مطبوعہ حیدر آباد سندھ۔ ۱۲/اگست ۱۹۵۳ء صفحہ ۱۷ تا ۱۸)

مخالفت کے باوجود جماعت کا قدم ترقی کی طرف بڑھتا رہا

جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے دعویٰ فرمایا تو آپ کے خلاف اشتعال انگیزی کے خطرناک طوفان اٹھائے گئے بلکہ انگریزی حکومت نے تو یہاں تک کہا کہ:

''گورنمنٹ کو اس کا اعتبار کرنا مناسب نہیں...... ورنہ اس مہدی قادیانی سے اس قدر نقصان پہنچنے کا احتمال ہے جو مہدی سوڈانی سے نہیں پہنچا''۔

(رسالہ اشاعۃ السنہ جلد ۶ صفحہ ۱۶۸)

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد ایم اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف سلسلہ احمدیہ میں فرماتے ہیں:

''یہ زمانہ جماعت کے لئے ایک نہایت سخت زمانہ تھا جسے ایک اونچے اور تیز ڈھال والے پہاڑ کی چڑھائی سے تشبیہ دی جاسکتی ہے۔ بے شک جماعت کی ترقی کا قدم کبھی نہیں رکا لیکن اس خطرناک مخالفت کے مقابلہ پر جس نے جماعت کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اس کی رفتار اس قدر دھیمی تھی کہ اس کے دشمن ہر آن یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ بس یہ سلسلہ آج بھی مٹا اور کل بھی مٹا۔ اور خود حضرت مسیح موعودؑ کے لئے بھی یہ ابتدائی زمانہ سخت پریشانی اور گھبراہٹ کا زمانہ تھا۔ اور جماعت کی یہ رینگنے والی چال آپ کی بجلی کی طرح اڑنے والی روح کو بیتاب کر رہی تھی۔ مگر آپ جانتے تھے کہ ہر نبی کے زمانہ میں یہی ہوا کرتا ہے اور یہ کہ اس سخت امتحان میں سے گزرنے کے بغیر چارہ نہیں اور خود جماعت کی مضبوطی اور اخلاص کی ترقی کے لئے بھی یہ مخالفت ضروری ہے۔ پس آپؑ نے ہمت نہیں ہاری اور آپؑ کی فولادی میخیں آہستہ آہستہ مگر یقینی اور قطعی صورت میں آگے ہی آگے دھنستی گئیں حتی کہ اُس زمانہ میں جس کا ہم اس وقت ذکر کر رہے ہیں یعنی انیسویں صدی کے انتہاء اور بیسویں صدی کے آغاز میں جماعت احمدیہ کی تعداد حضرت مسیح موعودؑ کے اپنے اندازے میں تیس ہزار کے قریب پہنچ چکی تھی''۔

مگر حضور علیہ السلام نے اس آتشیں فضا میں بھی ڈنکے کی چوٹ یہ اعلان فرمایا کہ خدا تعالیٰ میرے ذریعہ سے اسلام کی عالمگیر حکومت قائم فرمانا چاہتا ہے اور اس نے مجھے وہ بادشاہ بھی دکھائے ہیں جو میرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھیں گے اور اسلام کی عظمتوں کا نشان بنیں گے۔

(تذکرہ طبع دوم صفحہ ۹ مجموعہ الہامات و کشوف حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان الہامات کو آج ہم اپنی آنکھوں سے پورا ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ آج سے سو سال پہلے جماعت کی تعداد تیس ہزار تھی۔ لیکن گزشتہ چند سالوں میں جبکہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عالمی بیعت کی مبارک تحریک کا آغاز فرمایا جماعت میں ہر سال لاکھوں سے نکل کر کروڑوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے اور دنیا کے ۱۷۸ ممالک میں اب تک جماعت احمدیہ کا پودا لگ چکا ہے اور یہ سلسلہ بفضلہ تعالیٰ بتدریج ترقی پذیر ہے۔

علاوہ ازیں بادشاہوں کے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈھنے کا جہاں تک تعلق ہے تو یہ نظارے بھی آج ہمیں دنیا کے مختلف ممالک میں بکثرت دیکھنے کو مل رہے ہیں اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ تمام عالم میں یہ حسین نظارے مشتہر ہو کر مسیح پاک علیہ السلام کی صداقت کی گواہی دے رہے ہیں۔

متقیوں کی جماعت کی ضرورت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت کے لئے تحریک کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ یہ سلسلہ بیعت متقین کی ایک جماعت قائم کرنے کی غرض سے ہے۔ ۲۳/مارچ کے اس دن میں ہمیں اس اہم غرض کو خاص طور پر اپنے پیش نظر رکھ کر اس کو پورا کرنے کے لئے اپنے عزم کی تجدید کرنی چاہئے۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

''متقیوں کی جماعت کی ضرورت ہے، ایسی جماعت کی ضرورت ہے جس میں ہر فرد بشر ایک خلیفہ کی طرح اپنی ذمہ داریاں اپنے دائرہ کار میں ادا کرنے کا شعور رکھتا ہو۔ یہ احساس رکھے کہ میں نے بہر حال یہ ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں۔ اس معیار کو جتنا بلند کرتے چلے جائیں گے اتنا اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ زیادہ تیز رفتاری کے ساتھ ہم اپنے مقاصد کو حاصل کرسکیں گے اور وہ مقاصد یہی ہیں کہ اسلام کو دنیا میں نافذ کیا جائے، اسلام کی تمام خوبیوں کو اپنی تمام تفاصیل کے ساتھ انسانوں کی زندگیوں میں ڈھال دیا جائے۔

جب ہم کہتے ہیں 'غلبہ' تو مراد یہ نہیں کہ کسی جگہ مسلمانوں کی حکومت قائم ہوگئی ہے۔ اس غلبہ کے تو کوئی بھی معنے نہیں ہیں۔ غلبہ سے مراد یہ ہے کہ اللہ کی حکومت دلوں پر قائم ہو، حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حکومت ہمارے اعمال اور ہمارے کردار پر قائم ہوجائے، ہم عرش الٰہی بن جائیں، ہم پر خدا حکومت کرے۔ ان معنوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے جب آپ ذمہ داریوں پر غور کریں گے تو آپ کو محسوس ہوگا کہ کتنا بڑا کام ہے جو کرنے والا ہے اور ابھی باقی ہے''۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷/نومبر ۱۹۹۲ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل ۲۶/جولائی ۲۰۰۲ء)

پس یہی پاکیزہ انقلاب جماعت احمدیہ کی پہچان ہے۔ اب قیامت تک اس انقلاب کو ممتد کرنے کے لئے خدا نے قدرت ثانیہ کو خلافت احمدیہ کی صورت میں قائم فرمایا ہے اور خلافت کے طفیل ہم مسیح پاک کے درخت وجود کی شاخیں ہیں۔ آج جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اسے بہت تفصیلی مشابہت سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے مبارک دور سے حاصل ہے۔ مولا کریم کے حضور دعا ہے کہ وہ اپنے خارق عادت فضل سے اس مبارک دور کو بہت وسیع فرمائے۔ ہمارے محبوب آقا خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کو ہر لحہ اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آپ کی تمناؤں کو پورا کرے اور ہمیں سچی روح کے ساتھ کما حقہ آپ کی کامل اطاعت کی ہمیشہ سعادت بخشے۔

****

بقیہ: نماز جنازہ از صفحہ نمبر ۱۶

بیٹیاں بطور یادگار چھوڑی ہیں۔ بفضل خدا آپ کی ساری اولاد کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت میں مصروف ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

نماز جنازہ غائب:۔

☆......مکرم سید حضرت اللہ پاشا صاحب:۔

آپ ۱۴/نومبر ۲۰۰۲ء کو کراچی میں بعمر ۷۹ سال انتقال کر گئے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

آپ ۴/جون ۱۹۲۳ء کو پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں احمدیت قبول کی۔ آپ کی شادی حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی سیدہ امۃ الرفیق صاحبہ سے ہوئی۔ آپ ایک صائب الرائے اور علمی شخصیت تھے۔ قائد ضلع لاہور اور حیدر آباد رہے۔ وفات کے وقت سیکرٹری تعلیم القرآن کراچی تھے۔ مجلس شوریٰ میں بھر پور نمائندگی کیا کرتے تھے۔ آپ نے بعض اور جماعتی خدمات کی بھی توفیق پائی۔ پسماندگان میں دو بیٹے اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔

آپ کے ایک بیٹے نصرت اللہ پاشا صاحب بطور واقف زندگی ڈاکٹر کے طور پر خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

☆......مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ راجن پور:

مکرم میاں اقبال احمد صاحب ایڈووکیٹ امیر ضلع راجن پور کو ۲۵/فروری ۲۰۰۳ء کو ۶۱ سال کی عمر میں شہید کردیا گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

آپ ۲۳/اپریل ۱۹۶۱ء کو بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ ۱۶/مارچ ۱۹۷۰ء کو وصیت کی۔ کئی سال پہلے دفتر وصیت میں اپنے تجہیز و تکفین کے اخراجات کی رقم جمع کروا چکے تھے۔

۱۹۷۱ء میں آپ نائب امیر ضلع ڈیرہ غازی خان مقرر ہوئے اور جب ۱۹۸۰ء میں راجن پور ضلع بنا تو آپ راجن پور کے امیر ضلع مقرر ہوئے۔ مجلس شوریٰ مرکزیہ میں بھر پور شرکت کرتے اور اپنی آراء پیش کرتے۔ حکومتی آرڈیننس کے تحت آپ پر متعدد مقدمات قائم ہوئے اور آپ کو اسیر راہ مولیٰ رہنے کا شرف حاصل ہوا۔

پسماندگان میں پہلی مرحومہ بیوی مکرمہ بشریٰ صاحبہ بنت میاں عارف محمد صاحب مرحوم فیکٹری ایریا ربوہ سے ایک بیٹا اور دو بیٹیاں اور دوسری بیوی مکرمہ امۃ المجید صاحبہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی یادگار چھوڑی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆......مکرم ڈاکٹر عبد الباری بنگالی صاحب:۔

مکرم ہومیو ڈاکٹر عبد الباری بنگالی صاحب سابق ہومیو فزیشن وقف جدید فری ڈسپنسری ربوہ مورخہ ۲۷/جنوری ۲۰۰۳ء کو بنگلہ دیش میں بعمر ۸۱ سال وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ڈاکٹر صاحب مرحوم نے ۱۹۴۶ء میں بیعت کی۔ اپنے علاقہ کی بااثر شخصیت تھے اور زمینداری کے پیشہ سے وابستہ تھے۔ بنگلہ دیش بننے کے بعد آپ نے مستقل طور پر ربوہ میں رہائش اختیار کرلی۔ پہلے پرائیویٹ جاب کرتے رہے۔ حضور انور کے منصب خلافت پر متمکن ہونے کے بعد آپ کو وقف جدید کی ڈسپنسری میں تعینات کیا گیا جہاں آپ ۲۰ سال تک روزانہ دو وقت مریضوں کا علاج کرتے رہے۔ آپ نے اپنے پسماندگان میں بیوہ مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ کے علاوہ ۴ بیٹے اور ۳ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ سب سے بڑے بیٹے مکرم عبد الخالق صاحب لندن میں قیام پذیر ہیں اور مختلف جماعتی خدمات بجا لاتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

☆......مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب نمبردار چک ۳۵ جنوبی سرگودھا:۔

مکرم چوہدری ہدایت اللہ صاحب ابن چوہدری مولا بخش صاحب صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام دسمبر ۲۰۰۲ء کو وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم نیک مخلص فدائی احمدی تھے اور خاندان مسیح موعود علیہ السلام سے محبت رکھتے تھے آپ کی ایک بیٹی مکرمہ امۃ الودود اہلیہ مبارک چیمہ صاحب نائب صدر لجنہ یوکے کے طور پر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔

تیسری عالمی جنگ اور الٰہی نوشتے

(فضل الٰہی انوری)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر دنیا پر آنے والی پانچ بڑی آفتوں کی خبر دی ہے۔ چنانچہ اس بارہ میں آپ اپنے ایک الہام:

’’چمک دکھلاؤں گا اپنے نشاں کی پنج بار‘‘

کی تشریح میں فرماتے ہیں:

’’اس وحی الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ خدا فرماتا ہے کہ محض اس عاجز کی سچائی پر گواہی دینے کے لئے اور محض اس غرض سے کہ تا لوگ سمجھ لیں کہ مَیں اس کی طرف سے ہوں، پانچ دہشتناک زلزلے ایک دوسرے کے بعد کچھ کچھ فاصلے سے آئیں گے تا وہ میری سچائی کی گواہی دیں۔ اور ہر ایک میں اُن میں سے ایک ایسی چمک ہوگی کہ اس کے دیکھنے سے خدا یاد آجائے گا‘‘۔

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۵)

پھر فرماتے ہیں:

’’جب یہ پانچ زلزلے آچکیں گے اور جس قدر خدا نے تباہی کا ارادہ کیا ہے وہ پورا ہو چکے گا، تب خدا کا رحم پھر جوش مارے گا اور پھر غیر معمولی اور دہشتناک زلزلوں کا ایک مدت تک خاتمہ ہو جائے گا۔‘‘

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۹۹)

ان پانچ غیر معمولی چمک رکھنے والے نشانوں سے اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے پانچ زلزلے ہی مراد لئے ہیں تاہم زلزلہ کی تعبیر آپؑ نے ایک بڑے پیمانہ پر بپا ہونے والی ایسی شدید آفت سے کی جو قیامت کا نظارہ دکھلائے گی اور جس کی نظیر پہلے اس زمانہ نے کبھی نہ دیکھی ہو۔ چنانچہ جس طرح اس پیشگوئی کا ایک حصہ آپ کی وفات کے چھ سال بعد ایک عالمگیر جنگ کی صورت میں پورا ہوا، اسی طرح ہم بجا طور پر سمجھتے ہیں کہ باقی ماندہ چار بڑی آفتوں سے مراد بھی عالمگیر سطح پر ہونے والی چار جنگیں ہی ہیں جن میں سے ایک دوسری عالمگیر جنگ (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء) کی صورت میں وقوع پذیر ہو چکی ہے۔ اور تیسری کے سیاہ بادل بڑے نمایاں طور پر افق عالم پر منڈلاتے نظر آرہے ہیں۔

ان ہولناک زلزلوں کی ایک واضح علامت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں میں مذکور ہے اور جو ابھی تک اپنی پوری شرح وبسط کے ساتھ پہلی دو جنگوں میں ظاہر نہیں ہوئی یہ ہے کہ اس کے نتیجے میں دنیا کے بعض حصوں سے انسانی اور حیوانی زندگی کے جملہ آثار مفقود ہو جائیں گے۔ جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’یاد رہے کہ خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے...... بعض ان میں قیامت کا نمونہ ہونگے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اس موت سے پرند بھی باہر نہیں ہوں گے اور زمین پر اس قدر تباہی آئے گی کہ اس روز سے کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا ان میں کبھی آبادی نہ تھی‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۳۶۸)

یہ وہ بھیانک نقشہ ہے جس کے کسی قدر آثار دوسری جنگ عظیم کے خاتمے سے قبل ہیروشیما اور ناگاساکی کے شہروں پر گرائے جانے والے جوہری بموں کی ہلاکت آفرینی سے ملتے ہیں اور اگر کسی وقت تیسری عالمی جنگ چھڑ گئی جس کے حتمی آثار دنیا کو ابھی سے نظر آرہے ہیں تو کچھ بعید نہیں کہ تباہ کن بموں کی ہلاکت آفرینی کے نتیجے میں دنیا کے بیشتر حصوں سے زندگی کلیۃً مفقود ہو جائے۔

یہ امر خاص طور پر توجہ کے لائق ہے کہ عالمگیر تباہی کی ایک اور بہت بڑی علامت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بتائی ہے کہ اس کا مرکز ملک شام ہوگا جیسا کہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ...... دنیا میں ایک حشر برپا ہوگا۔ وہ اول الحشر ہوگا اور تمام بادشاہ آپس میں ایک دوسرے پر چڑھائی کریں گے اور ایسا کشت و خون ہوگا کہ زمین خون سے بھر جائے گی۔ اور ہر ایک بادشاہ کی رعایا بھی آپس میں خوفناک لڑائی کرے گی۔ ایک عالمگیر تباہی آوے گی اور اس تمام واقعات کا مرکز ملک شام ہوگا‘‘۔

(بحوالہ تذکرۃ المہدی حصہ دوم صفحہ ۳)

اب جیسا کہ سب جانتے ہیں، پہلی دو عالمی جنگوں نے اگرچہ اپنی وسعت اور ہلاکت آفرینی کے اعتبار سے دنیا کے اکثر ممالک کو متاثر کیا مگر ان میں سے کسی کا مرکز ملک شام نہ تھا۔ پہلی جنگ، آسٹریا کے ولی عہد شہزادہ فرڈینینڈ کے قتل کے نتیجہ میں شروع ہوئی اور جرمنی، روس، انگلستان، بلجیم، فرانس اور یوگوسلاویہ کو اپنی لپیٹ میں لیتی ہوئی ترکی اور اٹلی تک پہنچ گئی۔

دوسری جنگ، جرمنی کے پولینڈ پر حملے سے شروع ہوئی اور پھر یورپ کے اکثر ممالک کو بشمول روس اپنی تباہ کاریوں کا نشانہ بناتی ہوئی جاپان سمیت مشرقِ بعید کے ممالک تھائی لینڈ اور انڈونیشیا وغیرہ تک پہنچ گئی۔

مگر ایک عالمگیر تباہی کا مرکز حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی کے مطابق شام کا ملک بتایا گیا ہے۔ یعنی وہ علاقہ جسے زمانہ حاضرہ کی اصطلاح میں مڈل ایسٹ یا شرق الاوسط کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کچھ بعید نہیں کہ تیسری عالمگیر جنگ کا مرکز یہی علاقہ ہو۔ اس جنگ کے نتیجہ میں بپا ہونے والی تباہی کا جو نقشہ حضرت مسیح موعودؑ نے بیان فرمایا ہے اس کے مطابق مندرجہ ذیل باتیں قابل ذکر ہیں:

۱...... یہ جنگ دنیا کے تمام ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی۔

۲...... ملک شام یعنی مڈل ایسٹ کے ممالک سب سے زیادہ متاثر ہوں گے۔

۳...... اپنی ہلاکت آفرینی میں یہ جنگ گزشتہ دونوں جنگوں سے سبقت لے جائے گی۔

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تیسرے جانشین حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحبؒ نے آج سے ۳۶ سال قبل لندن میں اپنے ایک تاریخی خطاب میں ساری دنیا کو متنبہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تیسری جنگ کی بھی خبر دی ہے جو پہلی دونوں جنگوں سے زیادہ تباہ کُن ہوگی۔ دونوں مخالف گروہ ایسے اچانک طور پر ایک دوسرے سے ٹکرائیں گے کہ ہر شخص دم بخود رہ جائے گا۔ آسمان سے موت اور تباہی کی بارش ہوگی اور خوفناک شعلے زمین کو اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ نئی تہذیب کا قصر عظیم زمین پر آرہے گا۔ دونوں متحارب گروہ یعنی روس اور اس کے ساتھی اور امریکہ اور اس کے دوست ہر دو تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی طاقت ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گی، ان کی تہذیب وثقافت برباد اور ان کا نظام درہم برہم ہو جائے گا...... شاید آپ اسے افسانہ سمجھیں مگر جو اس تیسری عالمگیر تباہی سے بچ نکلیں گے اور زندہ رہیں گے وہ دیکھیں گے کہ یہ خدا کی باتیں ہیں اور اس قادر کی باتیں ہمیشہ پوری ہی ہوتی ہیں۔ کوئی طاقت انہیں روک نہیں سکتی‘‘۔

(امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ صفحہ ۹)

جب یہ تاریخی خطاب سنایا گیا تھا، اس وقت دنیا کی دوسری بڑی طاقت یعنی روس، سوویٹ سوشلسٹ ریپبلک (U.S.S.R) کے نام سے پورے عروج پر تھا۔ اور اگرچہ اس وقت وہ بطور ایک سپر پاور اور بطور فلسفہ جیسا کہ اس کے لئے مقدر تھا مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے تاہم بطور ایک ایٹمی طاقت اس کا وجود ابھی تک قائم ہے اور عین ممکن ہے کہ مستقبل قریب میں وہ پھر اتنی طاقت اور قوت پکڑ جائے کہ مغربی طاقتوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے مقابلے پر آکھڑا ہو۔

پیشگوئیاں یہ بھی بتاتی ہیں کہ روس بحیثیت قوم، تیسری عالمگیر جنگ کی تباہ کاریوں سے جلد تر نجات پاکر اسلام کی طرف بڑے زور کے ساتھ رجوع کرے گا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کے محولہ بالا خطاب سے اس پہلو سے کسی قدر انکشاف کا بیان قارئین کی دلچسپی کا موجب ہوگا۔ جیسا کہ آپ (حضرت مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالثؒ) نے اس خطاب کے آخر پر فرمایا:

’’پس تیسری عالمگیر تباہی کی انتہا اسلام کے عالمگیر غلبہ اور اقتدار کی ابتدا ہوگی اور اس کے بعد بڑی سرعت کے ساتھ اسلام ساری دنیا میں پھیلنا شروع ہوگا اور لوگ بڑی تعداد میں اسلام قبول کر لیں گے اور یہ جان لیں گے کہ صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے اور یہ کہ انسان کی نجات صرف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کے ذریعہ حاصل ہو سکتی ہے‘‘۔

(امن کا پیغام اور ایک حرف انتباہ صفحہ ۱۰ ۔فرمودہ ۱۹۶۷ء بمقام لندن)

تیسری عالمگیر جنگ کے بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے چوتھے جانشین یعنی جماعت احمدیہ کے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بھی تصریحات فرمائی ہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی زلزلوں سے متعلق پیشگوئیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

’’ان زلازل کو آپؑ (یعنی حضرت مسیح موعودؑ۔ ناقل) نے عالمی جنگوں سے تعبیر فرمایا۔ ان میں سے ابھی ایک تیسری جنگ بھی ہونا باقی ہے۔...... اگرچہ دنیا کے دانشور پوری کوشش کر رہے ہیں کہ کسی طرح یہ تیسری جنگ کا زلزلہ ٹال دیں مگر ناممکن ہے کہ وہ ایسا کر سکیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو فرقان عطا ہوئی اس فرقان میں ان زلزلوں کی پیشگوئی بھی شامل تھی‘‘۔

اور پھر ان زلزلوں کی نسبت حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی جانے والی ایک اور الہامی خبر ’’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘‘۔ (بحوالہ ’الوصیت‘ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۳۰۳) کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا:

’’یہاں مَیں ’پھر بہار آئی......‘ کا مضمون آپ کو سمجھا دوں۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ یہاں صرف اس بہار کا ذکر ہے جو مارچ اپریل میں ہمارے ملک میں آتی ہے۔ لیکن بعض اور ملکوں میں وہ مئی میں بھی آتی ہے، جون میں بھی آتی ہے۔ گویا بہار کے موسم شمال اور جنوب میں بدلتے رہتے ہیں۔ اس وجہ سے مَیں نے غور کیا تو مجھے خیال آیا کہ بہار سے مراد قوموں کے عروج کا وقت ہے یا قوموں کا مالی نظام اور قوموں کی فتوحات (جب) ایک خاص عروج کو پہنچ جاتی ہیں تو وہ وقت ہوتا ہے جب لازماً بحران آنا ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ وہی بحران ہے جو جنگوں پر منتج ہوا کرتا ہے...... پس ’پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی‘ سے مراد یہ ہے کہ ایسی بہار آنے والی ہے، آئندہ بھی آیا کرے گی کہ قومیں سمجھیں گی کہ ہم اپنی ترقی کے عروج تک جا پہنچے ہیں۔ اُس وقت خدا کی بات ضرور پوری ہوگی اور انہیں ان زلازل کا منہ دیکھنا نصیب ہوگا‘‘۔

اور پھر جنگ عظیم اوّل کو ان موعودہ زلازل میں سے پہلا زلزلہ اور جنگ عظیم دوم کو دوسرا زلزلہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

’’اور اب تیسرا زلزلہ بھی ضرور آنا ہے۔ مَیں خیال کرتا ہوں کہ بعید نہیں کہ ہماری زندگیوں میں آئے تا کہ اس کے بعد ہونے والی فتحِ اسلام کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں‘‘۔

(خطاب برموقع جلسہ سالانہ جرمنی ۱۹۹۸ء۔ بحوالہ الفضل انٹرنیشنل مورخہ ۲۶/نومبر ۱۹۹۹ء)

چوتھی اور پانچویں جنگ کب اور کہاں سے شروع ہوگی، ابھی اس بارہ میں کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ مگر ان کا وقوع پذیر ہونا خدا تعالیٰ کی ایک اٹل تقدیر ہے جو بہر حال پوری ہو کر رہے گی۔

یہ پانچ زلزلے یا خدا تعالیٰ کی قہری چمکار کے پانچ نمونے کیوں ظاہر ہونگے اس کا جواب بھی حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اپنی تحریرات میں دیا ہے۔ چنانچہ آپؑ فرماتے ہیں:

’’نوع انسان نے اپنے خدا کی پرستش چھوڑ دی اور تمام دل اور تمام ہمت اور تمام خیالات سے دنیا پر ہی گر گئے ہیں۔ اگر مَیں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی مگر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے جیسا کہ خدا نے فرمایا: ﴿وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا﴾ اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں ان پر رحم کیا جائے گا‘‘۔ (حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۲۶۸)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEERPARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

سیرۃ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "میری تائید میں اُس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ ...... اگر مَیں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو مَیں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں"۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲/جون و ۱۳/جون ۲۰۰۲ء میں مکرم مولانا محمد اعظم اکسیر صاحب نے حضور علیہ السلام کی پاکیزہ سیرۃ پر کئی حوالوں سے روشنی ڈالی ہے۔

حضرت بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی ۱۸۹۵ء میں پہلی بار قادیان تشریف لائے۔ وہ ٹرین کے ذریعہ صبح نو بجے بٹالہ پہنچے۔ بارہ بجے کے بعد ٹانگہ کی سواری میسر آئی تو قادیان کو چل پڑے۔

یہ وہ قادیان تھا جہاں جائیداد بے قیمت تھی۔ صرف پرائمری سکول تھا جس کے استاد کو دو چار روپے الاؤنس کے بدلہ میں ڈاک کا انتظام بھی دیا ہوا تھا۔ ذرائع رسل و رسائل و نقل و حمل کا نام و نشان نہ تھا۔ ہزارہ کے بزرگ حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ کو رؤیا میں یہ بستی دکھائی گئی۔ ایک مقام پر ریلوے سٹیشن بھی تھا۔ جب آپؓ قادیان آئے تو سب گلی کوچے رؤیا کے مطابق تھے مگر سٹیشن نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ کئی سال بعد جب ریل قادیان آئی تو سٹیشن عین اُسی جگہ بنا جہاں رؤیا میں دکھایا گیا تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ کو ان حالات میں بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے ملنے والی بشارات پر کامل یقین تھا۔ چنانچہ جب وَسِّعْ مَکَانَکَ کا الہام ہوا تو فرمایا کہ ہمارے پاس روپیہ تو نہیں ہے کہ مکان میں توسیع کرواسکیں لیکن اس حکم الٰہی کی تعمیل اس طرح کر دیتے ہیں کہ دو تین چھپّر بنوالیتے ہیں۔ چنانچہ امرتسر سے سامان منگواکر چھپّر بنوالئے۔

گورداسپور کے مجسٹریٹ چندولعل نے لیکھرام کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے حضورؑ سے بھری محفل میں سوال کیا کہ کیا آپؑ کو یہ الہام ہوا ہے کہ جو آپؑ کی توہین کرنا چاہے، خدا اُس کو ذلیل و رسوا کردے گا؟۔ حضورؑ نے فرمایا: ہاں یہ میرا الہام ہے اور خدا کا کلام ہے اور خدا کا مجھ سے یہی وعدہ ہے۔ اُس نے کہا: اگر مَیں آپ کی ہتک کروں تو پھر؟۔ آپؑ نے اسی یقین کے ساتھ بلاتأمل فرمایا: خواہ کوئی کرے۔ اُس کے دو تین بار پوچھنے پر بھی یہی جواب دیا تو وہ مبہوت ہو کر رہ گیا۔

اسی طرح جب ایک بار ہپناٹزم کے ایک ماہر نے بھری مجلس میں حضورؑ سے کوئی نازیبا حرکت کروانا چاہی تو خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے بندے کی حفاظت فرماتے ہوئے اُس کا عمل اُسی پر اُلٹادیا اور وہ خوف سے چیختا ہوا مسجد سے نکل بھاگا۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

سر سے لے کر پاؤں تک وہ یار مجھ میں ہے نہاں
اے مرے بدخواہ کرنا ہوش کر کے مجھ پہ وار

حضور علیہ السلام کے علمی معجزات بے شمار ہیں۔ آپؑ کی کتب اور ارشادات کی بنیاد ہمیشہ قرآن مجید کی تعلیم ہوتی۔ اپنے خداداد علم اور تجربہ کی رو سے آپؑ نے فرمایا: "جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے"۔

"براہین احمدیہ" میں صداقت اسلام میں آپؑ نے تین سو دلائل پیش کر کے فرمایا کہ اس کا جواب دینے والے کو دس ہزار روپیہ انعام ملے گا۔ اس کتاب کو چودہ صدیوں کی بے نظیر کتاب قرار دیا گیا اور صوبہ سرحد کے افسر تعلیمات حضرت مرزا محمد اسماعیل صاحب قندھاری نے تو یہ بھی فرمایا: "اس کے ہر صفحہ سے نبیوں کی خوشبو آتی ہے"۔

۱۸۹۶ء میں "مضمون بالا رہا" کا عظیم الشان نشان ظاہر ہوا۔ اُس کانفرنس میں پڑھے جانے والے مضامین میں سے یہی ایک مضمون ہے جو آج بھی دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہو رہا ہے۔ اسی جلسہ میں ایک مشہور عالم دین شامل ہوئے جنہیں جوڑوں کی تکلیف تھی۔ دو آدمیوں کے سہارے جلسہ میں پہنچے اور یہ عجیب معیار اپنے دل میں سوچا کہ اگر مضمون بالا رہنے کا اعلان خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے تو یہ مضمون سننے کے بعد میرے گھٹنے ٹھیک ہو جائیں۔ یہ حیرت انگیز نشان پورا ہوا اور یہ عالم دین حضرت حافظ غلام رسول صاحبؓ وزیر آبادی کے نام سے تاریخ احمدیت کا حصہ بن گیا۔

ایک کتاب "آئینہ کمالات اسلام" ہے جسے تحریر کرنے کے دوران حضورؑ کو کئی بار آنحضور ﷺ کی زیارت ہوئی اور خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی سے الہاماً آپؑ کو آگاہ فرمایا۔ ایک کشف میں آپؑ کو فرشتوں کا ایک گروہ دکھایا گیا جو اس کتاب کے احترام میں کھڑا ہو گیا۔ پس وہ احمدی بہت خوش نصیب ہیں جنہیں اس پاکیزہ خزانہ کی اطلاع ہے اور اسے حاصل کرنے میں کوشاں ہیں۔

حضورؑ کو جو قبولیت دعا کا حیرت انگیز معجزہ دیا گیا وہ دو طرفہ تھا۔ ایک طرف لیکھرام، ڈوئی اور سعداللہ لدھیانوی جیسے اپنے بدانجام کو پہنچتے رہے۔ سعداللہ جو حضورؑ کی نہایت دلآزاری کرتا تھا اور حضورؑ کو نعوذ باللہ ابتر کہا کرتا تھا، اُس کے متعلق الہاماً آپؑ کو بتایا گیا کہ تُو نہیں بلکہ تیرا یہ دشمن بے اولاد اور نامراد رہے گا۔ چنانچہ حضورؑ نے ہزاروں روپے کے انعامی چیلنج کے ساتھ اپنی کتب میں فرمایا کہ اگر سعداللہ لدھیانوی نامراد، اور ذلیل اور رسوا ہو کر نہ مرا تو سمجھو کہ مَیں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔

سعداللہ کے ہاں اولاد ہو کر مرتی رہی اور آخر ۳/جنوری ۱۹۰۷ء کو وہ حسرت و یاس کا شکار ہو کر نمونیہ پلیگ سے مر گیا۔ اُس کا نام و نشان بھی باقی نہیں اور جسے وہ ابتر کہتا تھا اُس کی نسلیں دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں۔

احیاء موتیٰ کے نشانات نہ صرف حضورؑ کی ذات اقدس میں پورے ہوئے اور کئی بار اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو معجزانہ شفا عطا فرمائی۔ بلکہ یہ نشان دوسروں کے حق میں بھی بارہا پورا ہوا۔ حضرت نواب محمد علی خانصاحبؓ کے بیٹے عبدالرحیم خان شدید تپ محرقہ سے بیمار ہوگئے اور زندگی کی امید نہ رہی۔ حضورؑ نے بہت توجہ سے دعا کی تو فیصلہ کُن وحی نازل ہوئی: "تقدیر مبرم ہے اور ہلاکت مقدر ہے"۔ اس پر حضورؑ نے گریہ وزاری سے عرض کیا: "اگر دعا کا موقع نہیں تو مَیں شفاعت کرتا ہوں"۔ اس پر جلالی وحی نازل ہوئی کہ کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے شفاعت کرے۔ اس پر حضورؑ کا بدن کانپ اٹھا اور آپؑ پر سکوت طاری تھا کہ الہام ہوا: "اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَاز" یعنی تجھے اجازت دی جاتی ہے۔ تب آپؑ نے خاص تضرع سے دعا شروع کی جو قبول ہوئی۔

حضور علیہ السلام خدا کی مجسم قدرت تھے۔ ایک بار جب آپ باغ میں سیر کر رہے تھے۔ سنگترہ کا موسم نہیں تھا۔ آپؑ سنگترہ کے درخت کے پاس سے گزرے تو حضرت مرزا محمود احمد صاحبؓ جو ابھی بچے ہی تھے کہنے لگے کہ سنگترہ کو دل چاہتا ہے۔ حضورؑ کا دست مبارک اٹھا اور خالی شاخوں کو لگ کر واپس آیا تو ایک پکا ہوا سنگترہ حضورؑ کے ہاتھ میں تھا۔

ایک سفر سے واپسی پر جب حضورؑ بٹالہ سے یکّہ میں سوار ہو کر قادیان آنے لگے تو ایک ہندو جلدی سے اُس طرف بیٹھ گیا جدھر سایہ ہونا تھا اور سورج دوسری طرف تھا۔ جب یکّہ روانہ ہوا تو اچانک بادل کا ایک ٹکڑا نمودار ہوا اور قادیان تک حضورؑ پر سایہ فگن رہا۔

کئی بار حضورؑ کی دعا کی برکت سے بالکل تھوڑا سا کھانا بہت سے افراد نے نہ صرف سیر ہو کر کھایا بلکہ بچ بھی گیا۔ کئی صحابہؓ نے مختلف اوقات میں اس برکت کے پیدا ہونے کی گواہی دی ہے۔ پھر حضورؑ کی برکت سے کئی بار اللہ تعالیٰ نے آپؑ کے ساتھیوں کو بھی خوفناک حادثات سے بچالیا۔

حضور علیہ السلام کی روحانی قیادت آپؑ کی جسمانی وفات کے ساتھ ختم نہیں ہوئی بلکہ یہ ایک دائمی برکت ہے۔ خلافت کا نظام آپؑ کے بابرکت دَور کا ہی روحانی تسلسل ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کی وفات پر جب چند بڑے اختلاف کر کے لاہور جابسے تو حیدرآباد دکن کے ہوم سیکرٹری نواب اکبر یار جنگ صاحبؓ کو بھی اس اختلاف کی خبر ملی۔ اس پر آپؓ بیعت کرنے سے رُک گئے اور سوچا کہ خود قادیان جاکر تحقیقات کریں گے۔ ۱۹۱۶ء میں آپؓ لاہور کے راستہ قادیان روانہ ہوئے۔ لاہور میں اختلاف کرنے والے عمائدین کی باتیں سنیں۔ اُن کے منع کرنے کے باوجود قادیان پہنچے۔ تین چار دن وہاں رہے لیکن تسلّی نہ ہوئی کہ اتنے بڑے مشن کو ایک کم عمر، کم تعلیم یافتہ اور کم تجربہ کار لڑکا کس طرح چلا سکتا ہے۔ جس روز آپ کی واپسی تھی اُس روز ایک نماز کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ مقتدیوں کی طرف رُخ کر کے تشریف فرما ہوئے اور مختلف باتیں ہونے لگیں کہ اچانک نواب صاحبؓ کی نظریں حضورؓ کی پیشانی پر جم گئیں اور ایسے میں آپؓ پر کشفی حالت طاری ہوگئی۔ دیکھا کہ پیچھے محراب میں حضرت مسیح موعودؑ جلوہ گر ہوئے ہیں ...... اور پھر ہوتے ہوتے حضرت مسیح موعودؑ کا وجود حضرت مصلح موعودؓ کے وجود میں سما گیا۔ جب کشف ختم ہوا تو شرح صدر بھی ہو چکی تھی۔

اسی طرح ۱۹۲۶ء میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحبؓ شہید کے صاحبزادہ محمد طیب صاحب نے کشفاً دیکھا کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں حاضر ہیں اور اپنے دو بھائیوں کے ساتھ مل کر بیعت کی درخواست کرتے ہیں۔ جس پر حضورؑ نے فرمایا: "مَیں نے ایک اَور شخص کو بیعت لینے کی اجازت دی ہے"۔ انہوں نے درخواست کی کہ ہم آپؑ کے دست مبارک پر ہی بیعت کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس پر حضورؑ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: "میری اور اس شخص کی بیعت میں کوئی فرق نہیں ہے"۔

پس خلیفۃ المسیح کی بیعت دراصل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی ہی بیعت ہے اور خلیفہ وقت کی اطاعت حضرت اقدس علیہ السلام کی ہی اطاعت کا دوسرا نام ہے۔

ماہنامہ "خالد" ربوہ مارچ ۲۰۰۲ء کی زینت مکرم رشید قیصرانی صاحب کی ایک نظم سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے:

جلیں گے وقت کے ہر موڑ پہ دیئے اُس کے
تمام منزلیں اُس کی ہیں، راستے اُس کے
وہی تو تھا کہ جو سلطانِ حرف و حکمت تھا
قلم کرشمہ تھا اور حرف معجزے اُس کے
وہ بزم وقت میں اس تمکنت سے آیا تھا
کہ چاند اور یہ سورج نقیب تھے اُس کے
اندھیری شب کی یہ دیوار گر پڑے گی رشید
کرن بدست جو نکلیں گے قافلے اُس کے

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611

Vol. 10 | Friday, March 21, 2003 | Issue No. 12

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

ملّت اسلامیہ صدیوں سے مہدی برحق کے انتظار میں

جناب جمیل الدین صاحب ایک معروف اور کہنہ مشق پاکستانی ادیب ہیں۔آپ نے ’’پاکستان اور مذہبی پیشوائیت‘‘ کے نام سے ایک کتاب رقم فرمائی ہے جس کی اشاعت اول صاحبزادہ پبلشرز کراچی کے زیر انتظام اکتوبر ۱۹۸۵ء میں منظر عام پر آ چکی ہے۔اس معرکہ آرا کتاب کا ایک اہم اقتباس (صفحہ ۹۹ تا صفحہ ۱۰۱) ہدیۂ قارئین ہے۔وہ لکھتے ہیں:

’’دیگر اقوام عالم کے ساتھ ساتھ **امت مسلمہ کی نگاہیں بھی آسمان پر جمی ہیں۔ان کے دل پکار رہے ہیں کہ اس پُرفتن دور میں ایک ہستی مامورین سابقہ کی طرح آسمانی خصوصیات لے کر مبعوث ہو جو جہالت کے اس کالے سمندر میں طوفانی تھپیڑوں سے بچا کر انہیں کشتیٔ نوح میں پناہ دے کر محفوظ و مامون ہونے کی ضمانت دے۔**

صدہزاراں اولیاء روئے زمیں
از حد ، خواہند مہدیؑ را یقیں
یا الٰہی مہدیم از غیب آر
تا جہانِ عدل گردد آشکار

(شیخ فریدالدین عطارؒ)

یہ دور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

(اقبالؒ)

زمانہ مہدیؑ موعود کا پایا اگر مومنؔ
توسب سے پہلے تُو کہیو سلام پاک حضرتؐ کا

(مومنؔ)

کس لئے مہدی برحق نہیں ظاہر ہوتے
دیر عیسیٰؑ کے اترنے میں خدایا کیا ہے؟

(شکیل سہوانی)

بھیج دے اب امام مہدی کو
یا طریقہ بتا بلانے کا
اے امام الزماں کہاں ہیں آپ
کچھ بتا دیجئے ٹھکانے کا

(تمنا عماد پوری)

حضرت عیسیٰؑ نہ آئے اب تو پھر کب آئیں گے؟
مذہب اسلام کا سکّہ جمانے کے لئے

(صوفی صدیقی میرٹھی)

اِمَامُ الْھُدیٰ متٰی اَنْتَ غَائبٌ
فَمَنَّ عَلَیْنَا یَا اَبَانَا بِاَوْبَۃٍ

(عامر بن عامر بصری)

یا صاحب الزماں بظہورت شتاب کن
عالم ز دست رفت تو پا در رکاب کن

(اخبار وطن)

اب نوحؑ کہاں جو ہمیں کشتی پہ بٹھا لے
ورنہ طوفان کے آثار تو سب ہیں !

(مرتضیٰ بیگ برلاس)

دعا ہے قفل جہالت کے کھولنے کے لئے
رسولؐ آئے ، امام آئے یا خدا آئے

(عقیل روبی)

چوتھے فلک پہ حضرت عیسیٰ ہیں منتظر
لے کر جلو میں عرش کے انوار آیئے
اب آ بھی جایئے گا مرے منتظر امام
مدت سے منتظر ہیں عزادار آیئے

(اثر فدا بخاری)

نہہ کلنک اوتار آ،آ اے امامِ دو جہاں
منتظر ہیں ہم کہ اب ہوتا ہے کب تیرا ظہور
تُو مسلمانوں کا مہدی تُو نصاریٰ کا مسیح
تُو شہ سکانِ پستی تُو شہنشاہِ طیور

(پریم ضیائی)

منتظر مہدیؑ ،حضرت شاہ ولی اللہؒ نے وصیت فرمائی:

’’**اس فقیر کی بڑی آرزو ہے کہ اگر حضرت روح اللہ کا زمانہ پاوے تو پہلا شخص جو سلام پہنچاوے وہ مَیں ہوں۔اور اگر وہ زمانہ مجھے نہ ملے تو میری اولاد یا متبعین میں سے جو کوئی اس مبارک زمانہ کو پاوے وہ (رسول اللہ ﷺ کا) سلام پہنچانے کی بہت آرزو کرے کیونکہ ہم لشکرِ محمدیہؐ کے آخری لشکر میں سے ہوں گے**‘‘۔

(مجموعہ وصایا اربعہ صفحہ ۸۴۔ مطبوعہ شاہ ولی اللہ اکیڈمی صدر حیدرآباد)

علامہ اقبال اپنے ایک خط میں لکھتے ہیں:

’’کاش کہ مولانا نظامی کی دعا اس زمانہ میں مقبول ہو اور رسول اللہ ﷺ پھر تشریف لائیں اور ہندی مسلمانوں پر اپنا دین بے نقاب کریں‘‘۔

(اقبال نامہ حصہ اول صفحہ ۴۱ مرتبہ شیخ عطاء اللہ)

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۱۲/مارچ ۲۰۰۳ء کو نماز ظہر و عصر سے قبل مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم و محترم بشیر احمد حیات صاحب اور مکرم قریشی فیروز دین صاحب آف لندن کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔نماز جنازہ پڑھانے سے قبل حضور ایدہ اللہ نے ہر دو مرحومین کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دو پاک وجود ہم سے جدا ہوگئے ہیں۔مکرم بشیر احمد حیات صاحب کے متعلق فرمایا کہ وہ ہماری عشاء کے بعد کی مجلس کی رونق ہوا کرتے تھے۔اب کہاں آئیں گی نظر یہ تصویریں کہیں۔اللہ ان دونوں کو غریق رحمت کرے۔

☆......مکرم بشیر احمد حیات صاحب:

مکرم بشیر احمد حیات صاحب آف لندن دل کے حملہ کی وجہ سے ۸/مارچ ۲۰۰۳ء کو لندن کے کنگسٹن ہسپتال میں وفات پا گئے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔بوقت وفات ان کی عمر ۸۲ سال تھی۔

مرحوم ۱۹۲۰ء میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔قادیان سے حصول تعلیم کے بعد ۱۹۴۴ء میں کسوموں (مشرقی افریقہ) چلے گئے جہاں سے ۱۹۶۸ء میں انگلستان چلے آئے۔کینیا اور انگلستان میں مختلف حیثیتوں میں جماعتی خدمات کی توفیق پائی۔آپ نے اسلام کی بنیادی معلومات کے بارہ میں سوال و جواب کے انداز میں ایک کتاب لکھی اسی طرح صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور نمایاں خدمتِ دین کی توفیق پانے والے احباب اور خواتین کے حالاتِ زندگی بھی بڑی محنت اور لگن سے مرتب کئے جو اس وقت اشاعت کے مراحل میں ہیں۔آپ موصی تھے۔۱۹۶۶ء میں عمرہ کی سعادت بھی پائی۔

مرحوم بہت نیک ،مخلص ، دعا گو اور نظام خلافت سے گہری عقیدت و محبت رکھتے تھے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مجلس عرفان میں ہمیشہ بڑے ٹھوس علمی سوالات کیا کرتے تھے۔اس حوالہ سے آپ ساری دنیا میں ایک معروف شخصیت کے مالک تھے۔

مرحوم نے اپنے پیچھے اہلیہ مکرمہ صفیہ بیگم حیات صاحبہ کے علاوہ چار بیٹے اور ایک بیٹی اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے بڑے بیٹے مکرم رفیق احمد حیات صاحب اس وقت جماعت احمدیہ برطانیہ کے امیر کے طور پر خدمات سلسلہ کی توفیق پا رہے ہیں۔

محترم بشیر حیات صاحب کی اہلیہ مکرمہ صفیہ حیات صاحبہ اور بہو مکرمہ طیّبہ حیات صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ محترم بشیر حیات صاحب نے اپنی وفات سے کچھ عرصہ پہلے رؤیا میں دیکھا کہ محترم بشیر آرچرڈ صاحب آئے ہیں اور میرے پاس سے گزر گئے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اُس کو لینے آیا ہوں مگر رؤیا سے یہ نہیں پتہ چلتا کہ جسے لینے آئے ہیں وہ کون ہے۔تاہم اس سے انہوں نے یہ استنباط کیا کہ ابھی میرے پاس کچھ وقت ہے۔

محترم بشیر حیات صاحب نیک انسان تھے۔اللہ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کا خود حافظ و ناصر ہو۔آمین۔

حضور انور ایدہ اللہ نے نماز جنازہ کے بعد مسجد فضل لندن میں نماز ظہر و عصر پڑھائی اور نماز کے اختتام پر جبکہ حضور محراب میں تشریف فرما تھے دوبارہ مکرم بشیر احمد حیات صاحب کا نہایت محبت بھرا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ان کو مجھ سے بہت محبت تھی اور اسی طرح مجھے بھی ان سے۔حضور نے تدفین کے لئے قبرستان جانے والوں کو تاکید کرتے ہوئے فرمایا کہ جب ان کو لحد میں اتارا جائے تو میری طرف سے بھی انہیں آخری السلام علیکم کہیں۔

☆......مکرم قریشی فیروز دین صاحب:

مکرم قریشی فیروز دین صاحب مئی ۱۹۲۵ء میں محترم دوست محمد قریشی صاحب کے ہاں نیروبی میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم کے بعد کچھ عرصہ ملازمت کی اور پھر والد صاحب کے ساتھ کاروبار میں شامل ہوگئے۔۱۹۷۰ء میں آپ برطانیہ آ گئے اور ابتداءً بلیک برن میں آباد ہوئے جہاں سے بعد میں آپ لندن آ گئے۔۱۹۸۵ء سے یوکے جماعت میں بطور نائب سیکرٹری مال بڑی محنت اور خاموشی سے خدمت سرانجام دے رہے تھے۔

۸/مارچ ۲۰۰۳ء کو ۷۸ سال کی عمر میں برین ہیمرج کی وجہ سے کنگسٹن ہسپتال لندن میں وفات پا گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔

مرحوم انتہائی سادہ ملنسار اور نیک طبیعت کے مالک تھے۔پسماندگان میں تین بیٹے اور چار

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔